www.novelsclubb.com
اور تبدیلی گلے پڑ گئی
از قلم ہمایوں ایوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

اور تبدیلی گلے پڑ گئی

از قلم

ہمایوں ایوب

www.novelsclubb.com

انتساب:

ثمرہ بخاری

نبیہ نقوی

رخ چوہدری

کے نام!

www.novelsclubb.com

جن کی چھپی ڈائجسٹ میں کہانیوں سے متاثر ہو کر

ہم نے اس کہانی کو قلم بند کرنے کی ادنٰی سی کوشش کی ہے۔

از قلم ہمایوں ایوب

دوسری قسط:

وقت کا تند و تیز دھارا اپنے ساتھ کتنے حادثات، کتنے واقعات اور کتنی زندگیوں کو بہا کر لے جاتا ہے، اس کا اندازہ حال کی پُر سکون موجوں سے لگانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ سمندر بظاہر بڑا پر سکون نظر آتا ہے... لیکن اس کے اندر کتنے طوفان چھپے ہوتے ہیں... اس کا پتا اس وقت چلتا ہے جب ہوا کے تھپڑے اس کی سطح پر تازیانے لگاتے ہیں۔ بپھری ہوئی لہریں راستہ کی ہر رکاوٹ بہا کر لے جاتی ہے۔ ہر شے تہہ و بالا ہو جاتی ہے۔ محض کھنڈر رہ جاتے ہیں۔

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر... تینوں لڑکیوں کے درمیان میں بیٹھی بے بی خاموش مگر بیزار تھی۔

مٹیاری، حیدر آباد سے آدھے گھنٹے کی مسافت پہ تھا... جبکہ مٹیاری کا دادو سے مفاصلہ تقریباً ساڑھے تین سے چار گھنٹے کا تھا۔

سویرے نکلے تھے تو جلدی ہی پہنچ گئے تھے۔ چونکہ واٹس اپ پہ لوکیشن بھیج دی گئی تھی، اس لئے وہ آسانی سے گلی میں پہنچ چکے تھے۔ گلی میں تین چار گاڑیاں پہلے ہی رش کئے موجود تھیں۔ زور زور سے ہارن بجائے جا رہے تھے۔ کچھ آدمی اور لڑکے گھر کے دروازے پہ کھڑے گیٹ دھڑ دھڑ بجائے جا رہے تھے۔

دور سے ہی بڑا سا گھر لائٹس سے سجا نظر آرہا تھا۔ (ظاہر ہے دن ہے تو لائٹس بند تھیں۔) لائٹس کا ایک پورا جال تھا جو پورے گھر، دیواروں، درختوں اور گلی میں کھڑے کھمبوں پر لپٹا ہوا تھا۔

بڑی سی گلی میں کہیں ٹینٹ لگائے گئے تھے، تو کہیں کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہو... یہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہے؟"

دیر تک گھر کا دروازہ بجاتے دیکھ کر مٹھی چڑ کر بولی تھی۔

"پتا بھی ہے کہ مہمان آ رہے ہیں، پھر بھی دروازہ لاک کیا ہوا ہے۔" اشعر نے منہ بنانا۔

"نہیں بیٹا... ان کا مسئلہ ہے... وہ دینو کاکا۔" فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ناشاد صاحب نے کہا۔

"دینو کاکا؟" اشعر بڑبڑایا۔

"ہاں... جب تک وہ دروازہ نہ کھولے... کوئی دروازہ نہیں کھولتا۔" ناشاد صاحب نے بتایا۔

"ایسا کیوں...؟" اشعر حیران ہوا۔

"کیونکہ وہ کسی کو دروازہ کھولنے نہیں دیتا۔" بے بی جل کر بولی۔

"دینو کاکا! جلدی بھلا کھولو دروازہ۔" ناشاد صاحب کے پیچھے بیٹھی دری چلائی تو منہ موڑ کر ناشاد صاحب نے اسے گھورا۔

”اور تیز چلاؤ...تاکہ تمہاری آواز پہنچ ہی جائے...دینو کاکا کے پاس...“وہ سیدھا بیٹھتے ہوئے بولے۔”پہلے ہی کم مسئلے نہ تھے دینو کاکا کے ساتھ...کہ عمر کی وجہ سے اب چل بھی نہیں پاتا ہوگا۔“ناشاد صاحب نے افسوس سے کہا۔

”پھر کیا ہم ایسے ہی گاڑی میں بیٹھے رہیں گے ؟“ مٹھی حد درجہ بے زار ہوئی۔ویسے ہی اس کا موڈ آف تھا...اس لئے کہ...پیٹرول پمپ کے ٹک شاپ سے اشعر نے لیز نہیں لا کر دی تھی...

اسی وقت بڑے سے گھر کا دروازہ کھلا...اور ایک آدمی تیز تیز بولتا باہر نکلا۔

”چلو گاڑی پیچھے لو...گاڑی پیچھے لو۔“

وہ گاڑیوں کو پیچھے کرنے کے اشارے بھی ہاتھ سے کرتا جا رہا تھا۔

”کیا ہمیں واپس جانے کا کہہ رہے ہیں...؟“روحی نے روہانسی ہو کر پوچھا۔

”السلام علیکم ناشاد صاحب !“

اس بڑے سے گھر کے اندر سے نکلنے والا وہ کبڑا سا شخص تھا...جو ناشاد صاحب سے مخاطب ہوا۔”بس گاڑی کو ذرا سا پیچھے لیں۔اندر کی گاڑی نکلے تو آپ

کو اینٹر کرواتا ہوں۔'' کبڑا خان مودبانہ انداز میں بولا۔

''چلو گاڑی پیچھے لو۔'' ناشاد صاحب نے اشعر سے کہا تو وہ گاڑی پیچھے کرنے لگا۔

''آپ بھی پیچھے کریں۔'' کبڑا خان پیچھے گاڑیوں کو کہہ رہا تھا۔

عجب ہڑبوگ مچی ہوئی تھی۔ہارن... لوگوں کی آوازیں... اوپر سے کبڑا خان کی چیخ و پکار... تینوں لڑکیاں کبھی ادھر دیکھتیں... تو کبھی ادھر...

ان کی گاڑی جیسے ہی پیچھے ہوئی... اور گھر کے اندر سے پک اپ باہر نکلی... تو ان کی گاڑی کے بالکل پیچھے کھڑی ویگو سب گاڑیوں کو کراس کرتی... تیزی سے آگے بڑھی اور گیٹ کے اندر داخل ہو گئی۔

''دیکھو کتنا چالاک ہے۔ ہمیں پیچھے کروا کے... اس گاڑی کو آگے آنے دیا تاکہ اس کی گاڑی کو پارک کرنے کی اچھی جگہ مل جائے۔'' روحی نے تلملا کر کہا۔

''ہاں دیکھو تو بھلا... اب اس کی گاڑی ویگو تھی تو کیا اس کو پہلے جانے کا حق تھا...؟'' اب مٹھی نے بھی مٹھیاں بھینچیں... تو لڑکیوں کے بیچ میں پھنسی بے بی

www.novelsclubb.com

نے ویگو میں جاتی اس شخصیت کو دیکھا جو وحید صاحب کے گھر کی چہیتی تھی۔

"اس شخصیت سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں تو تم سب چپ کر کے بیٹھو۔

"بے بی نے جل کر انہیں سرزنش کی۔

"چلو آگے بڑھو۔" کبڑا خان نے اشارہ دیا تو اشعر آگے بڑھا۔

ایک گاڑی پہلے ہی گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔

"اندر جگہ ہے؟" اشعر نے کبڑا خان سے پوچھا۔

"ہاں جی بہت ہے۔ چلیں۔" کبڑا خان نے بتایا تو اشعر آہستہ آہستہ گاڑی اندر لے جانے لگا۔

گیٹ کے اندر بڑا کھلا پارکنگ ایریا تھا۔ فواروں سے بنا، کشادہ گارڈن... کبوتروں، رنگ برنگی چڑیاؤں، زیبرا، ہرن، خرگوش، طوطے کیلئے پنجروں سے سجا وہ انٹرنس بہت خوبصورت تھا۔ ان سب چیزوں کو دلچسپی سے دیکھتی دری، گاڑی رکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلی اور نا جانے کس چیز میں اس کا پیر پڑا کہ پورا چپ چپا ہو گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”آئی... یہ کیا ہے؟“ نگاہیں زمین کی طرف گئیں تو کچھ عجیب سی چیز دیکھ کر ہڑ بڑائی۔

”کیا ہوا؟“ ناشاد صاحب گاڑی سے اتر کر پوچھنے لگے... اور اس چیز کو دیکھ کر ڈانٹنے لگے۔ ”...نیچے دیکھ کر نہیں اتر سکتی تھی...؟“

”اب مجھے کیا پتا تھا کہ اتنے صاف ستھرے خوبصورت گھر کی زمین پہ یہ گوبر پڑا ہو گا۔“ دری نے منہ بنایا۔

”اس لئے بزرگ کہتے ہیں... انسان کو سر جھکا کر چلنا چاہئے۔“ مٹھی بولی۔

”ویسے بزرگ صحیح کہتے ہیں... کبھی کبھی گرے ہوئے پیسے بھی نظر آ جاتے ہیں۔“ گاڑی سے اترتے ہوئے روحی بولی۔

”او... سوسو سوری سوری...“ ایک لڑکا بھاگتا آیا... اور دری سے مخاطب ہوا۔ ”میں آپ کے پیر دھلواتا ہوں۔“ وہ لڑکا خاصا گھبرایا ہوا تھا۔

”جاؤ... میز بانوں کے آنے سے پہلے پیر دھو کر آؤ...“ بے بی نے آہستہ سے اسے جانے کا کہا تو دری اپنا دوسرا پیر بچاتی، لنگڑاتی آگے بڑھی۔

"بے بی بی بی... کیسی ہو بیٹا؟" وہ کبڑا خان کی آواز تھی، جسے دری نے سنتے، منہ بنایا تھا۔

"آپ لوگوں کو وہاں گاڑی پارک نہیں کرنی چاہئے تھی..." وہ نوجوان سا لڑکا، دری سے بولا تھا اور لان میں پڑے پائپ کو اٹھانے لگا۔ دری نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ "ہم نے یہ سیٹ اپ بجلی کیلئے کیا تھا۔" اب وہ ذرا رازداری سے بتا رہا تھا۔

"بجلی...؟" وہ بڑبڑائی۔

"دینو کاکا... نلکا کھولو۔" وہ خالی پائپ دیکھ کر، چیخ کر... دور چارپائی پر بیٹھے، سفید بالوں والے اس بزرگ نما شخص کو پکار رہا تھا۔ تین چار بار بولنے پر بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوا تو وہ پائپ کو ہلانے لگا۔

دوسری طرف وہ سب مہمان گاڑیوں سے اتر کر... مجمع سا بنائے ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔

"آہا بے بی... تم میں تو بالکل بھی کوئی Change نہیں آیا...۔" نازک

سے کام والی ساڑھی پہنے، وہ ویگو والی شخصیت بڑے ناز و انداز سے بے بی سے ملی۔ گال سے گال ملاتے... چومے بغیر اما م کرتی... بجلی کو اتنے سالوں بعد دیکھ کر بھی بے بی کو بہت کوفت ہوئی تھی۔

وہ سب باری باری ملتے... کبڑا خان کی سربراہی میں آگے بڑھے تھے۔

''او ہو دینو کاکا!'' وہ لڑکا ابھی بھی چیخ ہی رہا تھا۔

''آیو آیو...'' دینو کاکا نے تو توجہ نہ دی... تو کوئی دوسرا شخص کہتا نلکا کھولنے کیلئے بھاگا۔

''دینو کاکا ایسے ہی ہیں...'' وہ نوجوان لڑکا بے زاری سے دری کو بتانے لگا۔ ''اسفند بھائی بالکل ٹھیک کہتے ہیں... کہ دینو کاکا کو دادا محل بھیج دینا چاہئے۔''

وہ ابھی بول ہی رہا تھا... اور دری پوچھنے ہی لگی تھی کہ دینو کاکا ایسے کیوں ہیں...؟ اور دادا محل کہاں ہے...؟ مگر پائپ سے ٹھنڈا پانی نکل کر دری کو بھگو گیا تو وہ بوکھلا کر ایک طرف کو ہوئی اور وہاں کھڑے درخت سے ٹکرا گئی اور دھڑام سے نیچے گری اور اسے دن میں تارے نظر آنے لگے۔ (کارٹون والے...)

"آپ ٹھیک ہیں؟" لڑکے نے پوچھا۔

"ہاں؟" وہ سر ہلاتی، پیشانی سہلاتی بولی۔ "نہیں۔"

"آپ پیر دھولیں۔" لڑکا کہہ رہا تھا۔ "میرا نام یاسر ہے۔" وہ اس کے پیر پر پائپ سے پانی ڈالنے لگا۔

"میں نے پوچھا...؟" دری نے جوتا اتار کر پیر صاف کیا جو آہستہ آہستہ لال ہو رہا تھا۔

"یہ کلر والا گوبر تھا کیا...؟" وہ پیر دھوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"وہ گوبر نہیں مہندی ہے۔" اس نے بتایا تو دری اچھل پڑی۔

"کیا؟" وہ اسے غصے سے دیکھتی دانت پیسنے لگی۔ "مہندی بھی کوئی ڈھنگ کی چیز ہے جس کو گھر میں ایسے سجا کر رکھا جائے... وہ بھی فرش پہ...؟" وہ جلدی سے جوتے پہنتے... اسے ناک دکھاتی مہمانوں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"گوبر جیسی غلیظ چیز پر چپ تھی تو مہندی جیسی صاف چیز پر اچانک چیخی کیوں؟" یاسر حیران ہوا تھا۔

☆...☆...☆

وقت کتنی برق رفتاری سے اپنی مسافت طے کر جاتا ہے، اس کا احساس انسان کو روزمرہ کے معاملات میں قطعی نہیں ہوتا۔ کہاں وہ تمام لوگ جو ابھی چند سال پہلے تک ایک ساتھ پڑھتے تھے... ہنسی مذاق کرتے تھے، آج ملیں ہیں تو لگتا ہے... یہ سب کل کی باتیں ہوں... جیسے ایک ہی رات میں اچانک وہ اتنے بڑے ہو گئے کہ اب وہ ایک دوسرے کے بدلے انداز... بدلے خدوخال ہضم نہ کر پارہے ہوں... یا... حقیقت تسلیم نہ کر پارہے ہوں۔

اس پہر بھی گھر میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ نوکر چاکر کاموں کیلئے چیخ و پکار کر رہے تھے۔ اس کے باوجود بے بی کو گھر کے چار دیواریوں کی سرگوشیاں محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے وہ باتیں کر رہی ہوں... کہ وحید اور ثمینہ نے دل کھول کر جشن منانے کا اہتمام کر ڈالا ہے... اور یہ ایسی کوئی انوکھی بات بھی نہ تھی۔ ان کے گھر کی پہلی شادی تھی، اور اولاد کی شادی تو وہ موقع ہوتا ہے کہ جس کا خواب ہر ماں باپ اولاد کی پیدائش کے بعد سے دیکھتا ہے، جس کے انتظار میں وہ وقت کی ہر کٹھنائی کو خندہ

پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے جاتے ہیں۔

کبڑا خان کی قیادت میں وہ جس راہداری سے گزر رہے تھے، وہاں ایک کھڑکی سے باہر کی طرف نظر اچھالی تو سامنے وہ بڑا سا گیٹ دکھتا تھا، جس کو ایک ہفتے سے ہی پھولوں سے سجانے کا فرمان جاری کیا گیا تھا۔مالی کو خاص ہدایت دی گئی کہ ہر روز مرجھائے ہوئے پھولوں کی جگہ تازہ پھول لگائے جائیں۔

اب وہ اس شاہانہ ہال میں داخل ہو رہے تھے جہاں اس گھر کے مالکن سج دھج کر ان کے استقبال کیلئے کھڑی تھی۔'اسے' اتنے سالوں بعد دیکھنے کی وجہ سے بے بی بمشکل خود کو کسی بھی رد عمل سے روکنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"السلام علیکم..."

سفید خوبصورت ڈریس زیب تن کئے، کانوں میں گول جھومر ڈیزائن کی سونے کی بالیاں پہنے، لمبے گولڈن بال کھولے، سونے کے کڑے اور چوڑیوں سے بھری کلائی...اور گلے میں موٹی سی چین لٹکائے، وہ خوبصورت عورت ان کو اپنے گھر میں خوش آمدید کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام!"

سب نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔

"Such a Beautiful Dress... مینو۔" بجلی آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتی، لگاوٹ سے بولی۔ صاف لگ رہا تھا کہ یہ پیار محبت بہت ہی Fake ہو۔

"اوہو بجلی... تم تو بس تعریفوں کے پل ہی باندھتی چلی جاتی ہو۔" ثمینہ بیگم عرف مینو نے جتاتے ہوئے کہا، اور اب دیگر مہمانوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپ کیسے ہیں ناشاد بھائی؟" مینو اب ناشاد صاحب کے سامنے سر جھکا کر کھڑی تھی۔ ناشاد صاحب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر باری باری وہ سب سے ملتی آخر بے بی کی طرف بڑھی اور کچھ کہے بنا اس سے گلے ملتی (دکھاوے کیلئے...)، سب کو صوفوں پہ بٹھاتی اب سامنے والے صوفے میں جگہ بنا کر خود بھی بیٹھ گئی تھی۔

"امید ہے آپ لوگ ٹھیک طرح سے پہنچ گئے تھے؟" مینو، صفورا بیگم کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ہاں ہاں..."صفورا بیگم نے جواب دیا۔

ہلکی پھلکی باتوں کے دوراں مینو باری باری سب مہمانوں کا حال احوال پوچھ رہی تھی جبکہ وہ تینوں لڑکیاں محسوس کر رہیں تھیں کہ مینو، بے بی کو مکمل طور پر نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیوں؟"وہ تینوں لڑکیاں ان کو دیکھ کر سوچ رہیں تھیں۔

تبھی سفید بالوں والا وہ لمبا چوڑا شخص اندر داخل ہوا،اور ناشاد صاحب سے ملنے لگا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آشنا چہرہ دیکھ کر خوشی نہیں ہوتی۔ بے تابانہ قدم اس کی جانب نہیں بڑھتے...بلکہ آنکھیں بند کر لینے کا دل کرتا ہے...اور ایسا تبھی ہوتا ہے کہ جب اس آشنا کے چہرے پہ کوئی شرمندگی ہو...یا پھر اس نے بہت دکھ دیے ہوں۔

بے بی کو اپنی کج ادائیوں کی ڈھیر ساری کرچیاں کلیجے میں چبھتی محسوس

ہوئیں۔

”آنکھیں میچ لو...مت دیکھو اس کی سمت نایاب قریشی...ورنہ پتھر کی ہو جاؤ گی۔“اس کے ذہن نے اسے خبردار کیا۔

بہت خوش اخلاقی سے سب سے ملنے کے بعد وہ اب بے بی کو دیکھتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھنے لگا۔

”کیسی ہو بے بی...؟“وہ دونوں میاں بیوی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

”الحمداللہ...ہمیشہ کی طرح بالکل ٹھیک۔“بے بی نے پُراعتماد سے انداز میں جواب دیا تھا تو وہاں بیٹھے سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مینو جو کچھ دیر پہلے تک بے بی کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی،اب اسے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

سچ بات تو یہی ہے کہ اس پل بے بی کا بھی دل یہی چاہ رہا تھا کہ ثمینہ کھیڑ واور وحید قریشی اسے نظر نہ آئے۔

حالانکہ بے بی ان سے شرمندہ نہ تھی...الٹا شرمندہ تو ان کو ہونا چاہئے

تھا...

اصولاً تو بے بی کو ان سے نفرت ہونی چاہئے تھی...

کبھی بے بی نے ایسا چاہا بھی ضرور تھا کہ اس کارواں رواں وحید قریشی اور ثمینہ کھیڑو سے نفرت کرے... اتنی... جتنی اس روئے ارض پر کسی نے اپنے دشمن سے بھی نہ کی ہو... مگر ایسا کبھی نہ ہو سکا۔

اسے کبھی ان سے نفرت نہ ہو سکی تھی... چاہ کر بھی...

زندگی میں بعض لوگ، بعض چہرے ایسے بھی آتے ہیں جنہیں ایک بار چاہ لو... جن سے ایک بار محبت کر لو... پھر کبھی ان پہ نفرت کی پرچھائیں نہیں ڈالی جا سکتی... نفرت کرنی تو دور کی بات ہے۔

"آئی نو... تم ایک بہادر عورت ہو۔" وحید صاحب نے بھی بڑے پُراعتماد انداز میں مسکرا کر جواب دیا تبھی مینو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلیں آپ لوگوں کو آپ کا کمرہ دکھادوں... لمبے سفر سے آئے ہوں گے... تھک گئے ہوں گے... تو ذرا آرام کر لیں۔" مینو کہتی بڑی سی سیڑھیاں

www.novelsclubb.com

چڑھنے لگی تو ان سب کو بھی ناچار اٹھنا پڑا۔ بے بی نے سکھ کا سانس لیا کہ... فی الحال یہاں بیٹھنا اس کیلئے محال تھا۔

سیڑھیوں کے ساتھ بنے ایک کمرے میں ثمینہ داخل ہوتے ہوئے بولی۔ "یہ آپ لوگوں کا کمرہ ہے..."

وہ سب اس بڑے سے کمرے کا جائزہ لے رہیں تھیں، جس میں ڈبل بیڈ... اور ایک گاڑی کی ڈیزائن کا بیڈ جیسے کسی بچے کا ہو... تین چار پائیاں... بستروں سے سجیں موجود تھیں۔ کمرے میں واش روم، ڈریسنگ روم کے ساتھ اے سی کا بھی انتظام تھا۔ یہاں صفورا بیگم، خالدہ بیگم، بے بی اور ان تین لڑکیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ مردوں اور لڑکوں کے الگ انتظام تھے۔

"بہت اچھا کمرہ ہے۔" صفورا بیگم نے بتایا۔

وہ تینوں لڑکیاں گاڑی والے بیڈ کو للچائی نظروں سے دیکھ رہیں تھیں۔ "اور یہ گاڑی والا بیڈ بھی..." وہ ساتھ ساتھ بولیں تھیں۔

"مینو جائے تو وہ اس بیڈ پر قبضہ کر لیں۔"

اب وہ تینوں دماغ میں پلان بنا رہیں تھیں۔

☆...☆...☆

دوسری طرف پلان تو وہ سارے لڑکے بھی بنا رہے تھے۔"کوئی بات نہیں بوائز! ایک پلان فیل ہو گیا تو کیا ہوا...؟ ایک نئے پلان کے ساتھ پیشِ خدمت ہوں۔" ان لڑکوں کا سربراہ یہی لڑکا تھا جو بڑی شان سے یہ اعلان کر رہا تھا۔

"میرا خیال تھا... پہلی ناکامی کے بعد تمہارے ارادے شاید پست ہو جائیں گے... مگر میں یہ بھول گیا کہ لیڈر وہی ہوتا ہے جو ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد بھی نہ جھکے... بلکہ ہمت سے ناکامی کو تسلیم کرے اور نئی تدبیر سوچے۔ اس لئے تو تجھے میں لیڈر کہتا ہوں۔" یہ دانش تھا۔

"...اونہو! یہ اتنی کوئی اہم بات نہیں..." دانش کی ہر وقت اپنے لیڈر کے گن گانے کی عادت یاسر کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔"اہم یہ ہے کہ دوسرا پلان کیا ہے؟" وہ مدعے پہ آتے ہوئے بولا۔

"دوسرا پلان...؟" وہ زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے شیطان کی طرح ہنسا تھا۔

☆...☆...☆

وحید علی قریشی، ناشاد صاحب کے چچازاد بھائی تھے، جو سالوں سے مٹیاری میں مقیم تھے۔ان کا بڑا سا سرکاری گھر، نوکر چاکر اور بہت خوشحال گھرانہ تھا۔ مہمانوں سے گھر چکا چک بھرا ہوا تھا۔اور بھی مہمانوں کے آنے کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔گھر کی رونق دیکھنے لائق تھی۔وحید صاحب کے گھر میں پہلی شادی تھی اس لئے خوب ہنگامہ بپا تھا۔باہر مہمانوں کیلئے کھانے پینے کی دیگیں چڑھی ہوئیں تھیں جس کا سارا انتظام باہر نوکر چاکر دیکھ رہے تھے۔

ثمینہ کو دادو سے Qureshi's کی آمد کی کوئی اتنی خاص خوشی نہ تھی مگر پھر بھی سالوں بعد وہ ان کو دیکھ کر ان سے چاہ کر بھی سرد رویہ رکھنے میں ناکام تھی۔قریشیز کو اس کمرے میں آئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا... مگر مینو باتیں کرنے بیٹھی تو بس پھر بیٹھی ہی رہ گئی تھی۔

ایک چارپائی پہ جگہ بنا کر بیٹھی، وہ تینوں لڑکیاں بے زاری سے مینو کو دیکھ رہیں تھیں کہ وہ جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔انہیں بالکل اندازہ نہ تھا کہ

دونوں بھابھیوں کی مینو سے اتنی دوستی تھی۔ان سب کے پرانے قصے، بچپن کی باتیں سنتے ہوئے وہ ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں۔

اتنی گہری دوستی تو پھر اتنی لاتعلقی کیوں...؟

بے بی بس ہوں ہاں ہی کر رہی تھی، جبکہ مینواب بھی اسے نظرانداز ہی کر رہی تھی۔

وہ تو بھول بھٹک کر بجلی کی کمرے میں تشریف آوری ہوئی تو مینو یکسر اسی Mode میں آئی جس میں گھنٹہ پہلے تھی۔

"کیا ہو گیا ہے مینو !Down اتنے سارے Guests آئے ہیں...اور تم یہیں Common Peoples کے بیچ Glue کی طرح چپک کر Sitting کر رہی ہو۔"

بجلی دو سال امریکہ کے وزٹ پہ گئی تھی تو ہر پینڈو امریکہ پلٹ کی طرح وہ پاکستان آکر اپنی غلط سلط انگلش کا وافر مقدار میں استعمال کرتی تھی۔

"ہاں وہ باتوں باتوں میں وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا... چلیں آپ لوگ آرام

کریں میں جا کر باقی مہمانوں کا انتظام دیکھ لوں اور کھانا وغیرہ بھی بھجواتی ہوں۔"

"ثمینہ ہم ٹھیک ہیں تم پریشان نہ ہوں۔ ہمارا اپنا گھر ہے... ہم خود ہی کھا لیں گے۔" صفورا بھابھی نے رسانیت سے کہا۔

"چاچی!" کمرے کے دروازے سے آواز آئی تو سب نے اس طرف دیکھا۔

وہ دنداتی اندر آئی۔"... جابر بھائی آئے ہیں توامی کہہ رہی ہیں سالن دے دیں۔ کیونکہ ہم نے ٹینڈے پکائیں ہیں جو کہ جابر بھائی کو پسند نہیں۔" ثمینہ کے دیور کی بیٹی شانزے، جوان کے گھر کے قریب رہتی تھی، ڈونگا لئے چلی آئی۔

"آئے ہائے اتنی لمبی بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بس سالن چاہئے کہتی تو میں کون سا منع کر دیتی؟" مینو ناگواری سے بولی۔ "ویسے جابر کراچی سے کب آیا...؟" ثمینہ چارپائی سے چپل پاؤں میں ڈالنے کے باوجود جگہ سے ہلے بغیر پوچھ رہی تھی۔ "سلام تک کرنے نہیں آیا۔" مینو نے گلہ ریکارڈ کروایا۔

"ابھی تو آئے ہیں بے چارے۔" شانزے مسکین سی شکل بنا کر بولی۔

"ارے ارے بے چارا کاہے کو...؟ اتنی اچھی Job، House، Car،

Servants... پھر کاہے کا بے چارا...؟ سوچ سمجھ کر Talk کیا کرو لڑکی۔" بجلی نے ناراضگی سے کہا۔

انگریزی کے دھڑا دھڑ حملے پہ وہ تینوں حیرانی سے بجلی کو دیکھنے لگیں۔

"جابر کون ہے؟" خالدہ بیگم نے پوچھا۔

"نوید بھائی کا بیٹا ہے۔ انجینئر ہے کراچی میں، سرکاری نوکری کرتا ہے، سرکاری گھر ہے، نوکر چاکر ہیں، گاڑی ہے..."

"ماشاءاللہ پھر بھی Saying بے چارا!" مینو کی بات مکمل کرتے بجلی نے شانزے کو گھورا۔

"ایک تو آیا ہے... اوپر سے سلام بھی کرنے نہیں آیا۔" مینو ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر بڑبڑائی۔

"چاچی! سالن!" شانزے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا سالن کا برتن لہرا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا، تو سب اس کی شکل دیکھ کر، پھر مینو کی طرف دیکھنے لگے۔

"لو اور سنو... جابر آیا ہے اور سلام تک کرنے نہیں آیا۔" مینو کی سوئی اسی

بات پہ آکر اٹک گئی تھی۔

اب اندر آتی امل کو دیکھ کر مینو وہی بتانا چاہ رہی تھی کہ امل فوراً بولی۔"اچھا جابر بھائی آئے ہیں...؟"اس نے شانزے سے پوچھا۔

"ہاں ابھی تو آئے ہیں بے چ..."شانزے کہتے کہتے رکی اور گھبرا کر بجلی کو دیکھنے لگی۔

"ہائے برو!"امل ہاتھ اٹھا کر چارپائی پہ بیٹھی تینوں لڑکیوں سے بولی۔

"تم یہ برتن مجھے دو... میں کسی کے ہاتھوں سالن بھجوا دیتی ہوں... تم تو بس باتوں میں لگا دو گی تو شام تک ارد گرد کا ہوش ہی نہیں رہے گا۔"سارا الزام شانزے کے سر ڈال کر مینو برتن پکڑے چل دی تو امل شرمندگی سے مہمانوں کو دیکھنے لگی۔ بجلی بھی پتلی گلی سے نکل گئی۔

"چلو سجل کے کمرے میں چلتے ہیں۔"امل لڑکیوں سے بولی۔

"فریش ہو کر آتی ہیں۔"بے بی نے کہا کہ وہ فی الحال لڑکیوں کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں دینا چاہتی تھی۔

"کھانا تیار ہے تو میں بھائی سے کھانا لگوانے کا کہتی ہوں۔" امل کہتے، شانزے کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

"چلو! ہمیں لگا کہ صرف ہمارے گھر میں ہی ایسی نمونیاں آئی ہیں مگر... خیر.." بے بی اطمینان سے سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

کچھ لوگ توقع کر رہے تھے کہ آج دوستاروں کا ملن ہو گا... نظریں ملیں گی... دل دھڑکیں گے... کوئی آئی ہیٹ یو بولے گا... گلے، شکوے، ترلے، ناراضگی، جلی کٹی باتیں سننے کو ملے گی... لڑائی ہو گی... جنگ چھڑے گی... ہر قسم کی گفتگو ہو گی... محبتاں... نفرتاں... شکایتاں... کیں جائیں گی۔

"تم نے مجھے دھوکہ دیا شرم نہیں آئی؟"

"کوئی شرم ہوتی ہے، کوئی حیاء ہوتی ہے۔"

"ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر حملہ کرتی ہے... وہ بھی نکڑ والے گھر پر... اور تو نے جس میں کھایا جس میں پیا اسی میں چھید کیا۔"

ایسی باتیں سننے کو ملیں گی مگر یہ کیا...

ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

"مزہ نہیں آیا...۔"

جو ایسا سوچ رہے تھے، ان میں بجلی بھی شامل تھی...

کمرے سے نکلتے ہی بجلی نے مینو کو پکڑ لیا۔ "مینو! What is this؟"

"کیا؟" مینو ناسمجھی سے بولی۔

"تم نے بے بی کی Family کو کیوں invite کر لیا...؟"

"میں نے نہیں کیا... عباد نے کیا ہے۔" مینو نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے راہداری سے گزر رہے تھے۔

"تم نے See نہیں کیا کیسے وہ صفورا Talk کر رہی تھی کہ ہمارا اپنا گھر ہے... ہم خود ہی کھالیں گے..." بجلی نقل اتارتے ہوئے بے زاری سے بولی۔ "میں کہہ رہی ہوں... ان Clever (چالاک) عورتوں کے Net (جال) میں بالکل مت پھنسنا۔ یہ صرف Up Up سے Nice بنتی ہیں... اندر سے وہ

www.novelsclubb.com

تمہاری Enemies ہیں۔"

بجلی، مینو کو سمجھاتے ہوئے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی جب سات برقع پوش عورتیں دروازے پہ کھڑی دکھائی دیں۔ان دونوں کو دیکھتے ہی ملی نغمے کی طرح ترنم سے بولیں۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ ٱللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ"

اپنی خوش گپیوں میں مصروف،لاؤنج میں بیٹھے مردوں نے اپنی باتیں روک کر ان کی سمت دیکھا تھا۔

مینو کے تو پیروں سے زمین نکل گئی تھی۔گھبرا کر اس نے ایک طرف کو جاتے گلو کو لاؤنج کا دروازہ بند کرنے کا کہا اور بجلی کے ساتھ ان عورتوں کے پاس آئی۔

"ولیکم سلام!" مینو کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔"آپ لوگ...اچانک...خیریت..." ان کو اچانک دیکھ کر مینو واقعی بوکھلائی ہی تو تھی۔ جلدی جلدی سر پہ دوپٹہ اوڑھنے لگی۔بجلی کو بھی ساڑھی کا پلو سر پہ پہننے کا اشارہ کیا۔

بجلی نے تعجب سے ساری صورتحال کو دیکھا تھا۔ وہ ان برقع پوش عورتوں سے انجان تھی۔

"ویسے نابھا بھی عمر میں آپ مجھ سے بہت بڑی ہیں، میرا آپ کو ٹوکنا بنتا تو نہیں لیکن بولے بغیر رہوں گی بھی نہیں۔" برقع کے اندر سے جو آواز ابھری تھی، مینو بخوبی جانتی تھی کہ کس کی تھی۔ "...یہ ولیکم سلام کیا ہوتا ہے؟" وہ دبے دبے غصے کے ساتھ اب نرم لہجہ اختیار کرتے اپنے ساتھ والی عورت سے مخاطب ہوئی۔ "عصمت باجی! آپ ان کو ذرا اس کا مطلب تو بتائے گا۔"

حکم ملتے ہی عصمت باجی بولیں۔ "بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ... عربی روح سے ولیکم سلام کا مطلب نکلتا ہے... تم پر موت آئے۔"

"بہت معذرت... میرا مطلب وعلیکم السلام!" ضبط کرتے ہوئے مینو نے جواب دیتے کہا۔ "آپ لوگ ڈرائینگ روم میں چلیں ناں... سکون سے بات کرتے ہیں۔" مینو نے ان سے کہا تو وہ ساری پردہ پوش عورتیں بطخوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے یہ جا وہ جا...

"یہ سب who (کون) ہیں مینو؟" بجلی نے الجھ کر پوچھا۔ یہ عورتیں تھیں کون...؟ جن کو اتنا پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔

"سجل کے ہونے والے شوہر کے خاندان کی عورتیں ہیں۔" مینو، سرگوشیانہ انداز میں بجلی سے بولتی، اس کے سر پہ ساڑھی کا پلّو ایک بار پھر ٹھیک کرتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔

گلی سے یہاں تک بس مرد ہی مرد تھے، جن کی وجہ سے وہ اپنا پردہ جوں کا توں کئے بیٹھیں تھیں۔ اب تسلی ہوئی کہ یہاں مرد کوئی نہیں تو ان سب عورتوں نے منہ سے پردے ہٹا دیئے تھے۔ انہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا، جبکہ بجلی نے ساڑھی کے پلو سے گھونگھٹ بنا لیا کہ ان عورتوں کی شکلیں ہی نہ دیکھیں۔

"آپ لوگ ٹھنڈا پیئیں گی یا گرم؟" میزبان کی طرح مینو نے پوچھا تھا۔

"Magnum آئیس کریم ہے تو وہ کھالیں گے!" لڑکے کی ماں نے پٹ سے جواب دیا تھا۔

"میں ذرا کسی کو لانے کیلئے بھجواتی ہوں۔" مینو نے ڈرائنگ روم کے

www.novelsclubb.com

دروازے سے امل کو حکم نامہ جاری کیا، وہ منہ پھلاتی کہیں کو کہیں نکل گئی۔

”آپ Groom کی Mother ہیں یقیناً۔“ بجلی نے اسی عورت سے کہا تھا جس نے Magnum کی فرمائش کر ڈالی تھی۔

”استغفر اللہ۔۔۔! یہ تو ماں کی گالی دے رہی ہے۔“ ساری عورتیں سن کر توبہ توبہ کرنے لگیں جیسے پتا نہیں کیا گستاخانہ بات کر دی ہو۔

”ان کا مطلب ہے آپ دلہے کی ماں ہیں؟“ مینو نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا۔“ عورتوں کی استغفار بند ہوئی۔

”اور یہ کون ہیں۔۔۔؟“ سامنے سے سوال آگیا۔

”میں مینو کی بہت Hard (پکی) والی Friend ہوں۔“

”اچھا فرینڈ ہیں مطلب دوست ہیں۔“ لڑکے کی ماں نے باقی عورتوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے بتایا نہیں کہ آپ آج چکر لگانے والی تھیں۔“ مینو ان کے ہنگامہ

www.novelsclubb.com

دورے کو لیکر پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

"عصمت باجی! آپ بتائیں۔" لڑکے کی ماں نے اپنی بڑی سے بات بڑھانے کا کہا۔

"بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ! ہم نے سنا ہے آپ کل کوئی ہندوانہ رسمیں کر رہیں ہیں اپنے گھر میں۔" ہندوانہ لفظ کے ساتھ ہی ان عورتوں کے توبہ کیلئے ہاتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوہو... ہم کوئی ایسی ہندوانہ رسمیں نہیں کر رہے... ہم تو مایوں کر رہے ہیں..."

"مگر اسلام میں ان چیزوں کی بڑی سخت ممانعت آئی ہے۔" لڑکے کی ماں نے فوراً جملہ پھینک کے مارا۔

"دنیا کو گھر کی خوشی دکھانے کیلئے کچھ تو کرنا ہی پڑے گا... ویسے بھی ہمارا دین بڑا واضح انداز میں کہتا ہے کہ دین اور دنیا کو ساتھ لیکر چلنا چاہیئے۔" مینو نے ایک عقلی جواز پیش کیا مگر وہ بڑی بی جسے سب عصمت باجی بلا رہے تھے، ایک بار

پھر استغفار پڑھ کر بولنے لگی۔

”حقیقت میں ہماری تباہی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنے حساب سے باتیں فرض کر لیتے ہیں، سارا دن ٹی وی موبائلوں میں منہ دیئے بیٹھے ہوتے ہیں... فلموں ڈراموں سے ذرا فراغت ہوئی تو ٹکریں مار مار کے چار سجدے کر لئے... اللہ اللہ خیر صلہ...!“ انداز ایسا کڑوا کسیلا کہ لوبان ہی شرما جائے۔ ”شوہر تھکا ہارا آفس سے آ رہا ہے تو بیویاں ٹی وی میں منہ دیئے بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ نہیں کہ اس سے پوچھیں سر تاج آپ تھکے ہوئے لگ رہے ہیں... آیئے میں آپ کا ہاتھ منہ دھلوا دوں۔“

”ہائے تو کیا سر تاج معذور ہیں... ٹونڈے ہیں...؟ Hands نہیں ہیں کیا ان کے؟“ بجلی کو ان کی باتیں بالکل ہضم نہ ہوئیں۔

عورتیں منہ کھول کر ایک بار پھر توبہ توبہ کرنے لگیں۔ ”اوہو بجلی تم تو چپ کرو۔“ مینو نے آہستہ سے کہا، پھر ان عورتوں سے مخاطب ہوئی۔ ”دیکھیں... سارا خاندان آج جمع ہو گیا ہے... ان کو دعوت نامے جا چکے

ہیں... ہم چاہتے ہیں کہ خاندان ذرا خوشیاں منائے، رسمیں کریں... ویسے بھی شادیوں کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی نکلتا ہے کہ محبت بڑھے تو اس میں برائی تو کچھ نہیں ہے۔"

"برائی تو ہے۔" لڑکے کی ماں بولی۔

"How...؟" بجلی نے گھمبیرتا سے پوچھا۔

"آپ بتائیں۔" ہاں جی، دلہے کی ماں نے عصمت باجی کو ہی مخاطب کیا تھا۔

"مرد اور عورت کا اختلاط ہو گا اور اس کی اسلام میں سخت ممانعت ہے... پھر آج کل کی لڑکیوں نے کپڑے تو استغفر اللہ!" عصمت باجی نے خود بھی توبہ کرنے کیلئے دونوں کانوں کی لوئیں چھوئیں تو ساتھ بیٹھیں باقی عورتوں نے بھی یہی عمل دہرایا۔

"مگر ہم نے تو کھانے اور فنکشن کا سارا انتظام کر لیا ہے... پھر یہ سب تو ضائع ہو جائے گا... اللہ کے یہاں تو یہ بھی پسند نہیں کیا جاتا کہ کچھ ضائع ہو جائے۔"

مینو کو ایک سرا تو ملا جس سے وہ یہ بگڑتے حالات سنبھال سکے۔

”کیا کہتی ہو عصمت باجی!“ لڑکے کی ماں نے اپنی سگی عصمت باجی سے پوچھا۔

”شرع میں تو ان فضول چیزوں کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی... مگر دین میں سختی بھی نہیں... تمہیں یہ ہندوانہ رسمیں کرنی ہیں تو شوق سے کرو... مگر دوسرے کو مجبور نہ کرو کہ وہ بھی تمہارے نقشِ قدم پہ چل کے جہنم کا ایندھن بنیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے ماحول میں اور آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ماحول میں بہت بڑا فرق ہے... اس لئے ہم تو آج سمجھانے آ گئے کہ آپ کو جو ہندوانہ رسمیں کرنی ہیں... آپ لوگ شوق سے کریں... مگر کیونکہ کھانے کا بھی اچھا انتظام کیا گیا ہے تو دنیا کو دکھانے کیلئے ہم عشاء سے ذرا پہلے یہاں پہنچ جائیں گے... تاکہ بس عشاء ہو... ہم شکرانے کے نوافل ادا کریں... پھر کھانا کھا کر چلیں جائیں۔ مگر ایک بات کا خاص خیال ہونا چاہئے کہ مردوں اور عورتوں کا بالکل بھی اختلات نہیں ہونا چاہئے... ہمارے یہاں ساری پردے والی بیبیاں ہیں... اور ہم یہ غیر اسلامی چیزیں بالکل بھی برداشت نہیں کریں گے۔“

”جہیز جو اتنا بھر بھر کر take کیا جا رہا ہے... وہ غیر اسلامی نہیں؟“ بجلی نے برجستہ ہی کہا، تو مینو نے اسے کہنی مار کر آنکھیں دکھائیں... اور ان عورتوں سے بولی۔

”میں آپ کو زبان دیتی ہوں کہ جیسا آپ لوگ کہیں گے... ان شاءاللہ ویسا ہی ہو گا۔“

”چلو Magnum آئے تو ہم بس کھا کر نکلتے ہیں۔“ لڑکے کی ماں نے کہا۔

”ویسے لڑکے کے گھر والوں کی تو کوئی عزت ہی نہیں سوکھے منہ ابھی تک بٹھا کر رکھا ہے۔“ اب تو عصمت باجی بنا حکم دیئے ہی بول پڑی تھی۔

”امل!“ مینو نے آوازیں دینا شروع کر دیا تھا۔

☆...☆...☆

نہ جانے لوگ شادی بیاہ میں چیخ چیخ کر بولنا کیوں ضروری سمجھتے ہیں؟ شور اس قدر زیادہ تھا کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس

کے باوجود بنے میاں نے بناڈرے ساری بات اس کے کان گزار کر دی تھی۔ پہلے تو وہ بے یقینی سے سنتا رہا، اس کے بعد جو وہ بولا تو گویا طوفان پہ آگیا۔

”مگر اس میں میری کوئی غلطی نہیں... میں نے گلو کو صحیح بتایا تھا... اب وہ غلط سمجھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“ بنے میاں نے کھسیانے انداز میں کہا۔

”مگر جب کام تمہیں دیا گیا تھا تو تم نے خود کیوں نہیں کیا جو گلو کو یہ کام پکڑا دیا۔“ وہ غصہ ہونے کے باوجود بہت ہی سپاٹ انداز میں بولا... اور اس کا سپاٹ لہجہ بنے میاں کے اندر کی ایک ہڈی کو بھی ہلانے میں ناکام تھا۔

”میں... میں تو...“ بنے میاں کوئی بہانا ڈھونڈنے میں ناکام ہی دکھائی دیا۔

سب ہی جانتے تھے کہ بنے میاں انتہائی سست نوکر تھا۔ بڑی عمر کا رعب جھاڑ کر گلو سے اپنے سارے کام کروالیتا تھا... اور گلو کے ساتھ یہ مسئلہ تھا کہ اسے کہا ایک کام جاتا تھا اور وہ کام دوسرا اڈال آتا تھا۔

آج بھی یہی ہوا تھا۔

لڑکے کے خاندان کی عورتوں نے Magnum کی کیا فرمائش کی... گویا

اس گھر میں تہلکہ ہی مچ گیا۔ امل نے فوراً سے کبڑا خان کو Magnum آئیس کریم منگوانے کا حکم نامہ جاری کر دیا۔ کبڑا خان کی ذمہ داری تھی کہ وہ بتائے ہوئے کام باقی ملازمین کو سونپے اور گھر کے نظام کو دیکھے، مگر یہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا تھا۔ کبڑا خان نے بنے میاں کو Magnum آئیس کریم لانے کا کہا تو بنے میاں اپنی سستی کے پیش نظر گلو کو بلا کر آہستہ سے بتاتا ہے کہ جلدی سے Magnum آئیس کریم لے کر آئے۔ اب گلو پتا نہیں کس موڈ میں تھا کہ اس نے Magnum پہ غور نہ کیا... اور محلے کی دکان سے Mango Cup آئیس کریم اٹھا لایا۔ وہی بیس بیس روپے والے۔

اب Magnum کی جگہ ان کو مہمانوں کے سامنے رکھنا... کتنی گستاخانہ بات تھی۔

لڑکے والے زیادہ انتظار نہ کر کے، سو سو باتیں سناتے ہوئے چل دیئے اور اب کلاس بنے میاں کی لگ رہی تھی۔ (جو کلاس تو کہیں سے نہ تھی۔)

"تم لوگوں کو Magnum اور Mango آئس کریم میں فرق نہیں پتا!

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ بولا تو بنے میاں نے اپنی غلطی تسلیم کرتے کہا۔

"مجھے معاف کر دیں آئندہ میں سستی نہیں کروں گا۔" بنے میاں نادم دکھائی دیا تو اس نے اسے جانے دیا۔

"اس گھر میں شادی ہو رہی ہے...اور نوکروں کا یہ حال ہے..." وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن سے نکل کر سیڑھیاں اترنے کیلئے قدم راہداری کی طرف موڑ ہی رہا تھا جب ایک کمرے سے لڑنے کی آواز آئی۔

"تم نے اس پر پیر بھی رکھا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گی۔"

"تم نے اس کو نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی۔"

"تم نے اس پر بیٹھنے کا بھی سوچا تو میں تمہاری تشریف سجھا دوں گی۔"

تین الگ الگ آوازیں تھیں۔

اس نے دروازے پہ دستک دی تو یکدم ہی خاموشی پھیل گئی۔اس نے دروازے کا کوب گھمایا اور دروازہ کھولا تو سامنے کے منظر کو دیکھ وہ ششدر ہی رہ گیا۔

ان تینوں لڑکیوں کے حال برے تھے۔ لگتا تھا ایک دوسرے کے بال کھینچتی رہی ہوں۔ وہ تینوں اس کے چھوٹے سے بیڈ پہ بیٹھی اب ایسی ہمہ تن گوش تھیں جیسے دروازہ کھلنے سے پہلے یہاں بڑا امن تھا۔ بڑی شانتی تھی۔

"ارے عباد بیٹا! اندر آؤ!" صفورا بیگم نے عباد کو دروازے پہ کھڑا دیکھ، جلدی سے خود کو کمپوز کیا تھا۔

"السلام علیکم! سب خیریت ہے...؟" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

وہ تینوں کسی پتلے کی طرح اپنی جگہ ساکت بیٹھی ہوئیں تھیں۔

بے بی جو کچھ دیر پہلے تک ان کی لڑائی ختم کروانے کی کوششوں میں جتی ہوئی تھی، ان کو چپ دیکھ اب سکون کا سانس لیتے بولی۔ "ہاں سب خیریت ہے۔ تم سناؤ!"

"جی الحمداللہ!" وہی ٹھہرا ہوا لہجہ۔ "برا نہ مانیں تو ابھی مجھے کچھ آوازیں آ رہی تھی کمرے سے... اس لئے ادھر چلا آیا۔"

”ہاں تو تمہارا اپنا گھر ہے... اپنا کمرہ ہے... جم جم آؤ!“ خالدہ بیگم نے جان بوجھ کر آوازوں کا ذکر ہی گول کر دیا تھا۔ عباد نے ان کے چہروں پر ہوائیاں دیکھیں مگر دانستہ خاموش رہا کہ وہ خود ہی مسئلہ بتانے میں Comfortable نہیں تو وہ مزید کیا کریدے۔

”آپ لوگ ادھر آئے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ دیگھ بھی اتر گئی ہے تو میں بس ابھی کھانا لگواتا ہوں۔“ عباد کو اب بے مقصد یہاں کھڑا ہونا عجیب لگا، اس لئے ہلکی پھلکی بات کر کے بہانے سے باہر نکل گیا... مگر باہر نکلتے ہی جب اس نے دروازہ بند کیا تو اس نے واپس وہی آوازیں سننا شروع کر دیں۔

”ادھر میں سوؤنگی!“

”نہیں میں...“

”نہیں میں...“

عباد نے کاندھے اچکائے اور سیڑھیاں اتر گیا جبکہ کمرے میں بے بی ان تینوں کو ایک دوسرے سے چھڑانے میں لگی تھی جو اس گاڑی کے ڈیزائن والے بیڈ پہ

www.novelsclubb.com

سونے کیلئے لڑ مر رہیں تھیں۔اپنی بیٹیوں کی ہاتھا پائی پہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم اپنا اپنا سر پیٹ رہیں تھیں۔

"بس بھی کرو اب!" بے بی نے ناچار تنگ آ کر چیخ کر کہا تو وہ تینوں خاموش ہو گئیں۔"پتا نہیں کب عقل آئے گی ان نمونیوں کو!" بے بی نے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"آتے ہی تماشا لگوا دیا...اللہ مجھے صبر دے۔"صفورا بیگم صدمے سے کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔

"عباد بھی پتا نہیں کیا سوچ رہا ہو گا۔" خالدہ بیگم بھی ان تینوں کو گھورتے بولیں۔"یہ لڑکیاں پتا نہیں کب بڑی ہوں گی...بالکل بھی تمیز نہیں ہے کہ پرایا گھر ہے...سو خاندان والے موجود ہیں مگر نہیں...یہاں اس سڑے ہوئے بیڈ پہ بچوں کی طرح لڑ رہی ہیں۔"

"چار دن ہم یہاں ہے تو روز ایک لڑکی اس بیڈ پہ سو کر اپنا شوق پورا کرے گی۔" بے بی نے منصف بن کر عدل و انصاف سے کام لیا تھا۔پاکستان کی عدالتوں

کو بے بی سے انصاف سیکھنے کی ٹرینگ لینی چاہئے۔

”ہمیشہ میرے ساتھ زیادتی ہوتی ہے...آج بھی گاڑی کی ونڈو سیٹ پہ یہ دری اور مٹھی بیٹھ کر آئیں تھیں،اس لئے اس بیڈ پہ اب میں سوؤ نگی۔“روحی نے احتجاج میں کہا۔

”ٹھیک ہے آج تم سوؤ گی...بس بات ختم!“بے بی نے اعلان کیا تو مٹھی اور دری منہ بنانے لگیں۔

”ٹھیک ہے کل میں سوؤ نگی...“دری نے پہلے بولا تو مٹھی نے بھی کہا۔

”نہیں میں۔“

”چپ کرو تم دونوں۔“صفورا بیگم نے گرج کر ان کو چپ کروایا۔

”بے بی ان کو سنبھالو ورنہ مجھ سے کوئی گناہ ہو جائے گا۔“خالدہ بیگم کی برداشت بھی ختم ہو چکی تھی۔

☆...☆...☆

لڑکے کے خاندان والی عورتوں کے جانے کے بعد دھڑا دھڑ مہمانوں کی آمد

سے مینو مصروف ہو چکی تھی، مگر اب ذرا فرصت جو ملی تو بجلی نے فوراً سے اسے پکڑ کر سوال کر لیا۔

"ہونہہ! کیا Think کر یہ Relation (رشتہ) کیا ہے تم نے مینو؟"

"سچ پوچھو تو اس رشتے کے حق میں تو میں بھی نہیں تھی..." مینو نے رنج و غم سے کہا۔ "وہ تو نوید بھائی کے جاننے والے تھے جن کو بس نیک اور اچھی لڑکی چاہیئے تھی تو انھوں نے سجل کی بات کی، عورتیں آئیں پسند کر گئی تو رشتہ طے ہو گیا۔"

"پر our سجل ایسی کوئی fallen on (گری پڑی) بھی نہیں کہ جو First رشتہ Hand آیا اس سے کروا دی۔" بجلی اپنے دماغ کے گھوڑے چلانے لگی۔

"رشتے تو ہمیشہ ہی آئے ہیں سجل کے... مگر ایک نقص... ایک نقص کی وجہ سے اسے ہمیشہ ٹھکرا دیا جاتا ہے۔" مینو کی بات سن کر بجلی نے کہا۔

"اسے mouth بھر کر نقص نہ کہا کرو مینو۔ وہ نقص

نہیں...Naturallyطور پر سجل کا ایکFootبڑا اور ایک چھوٹا ہے، جس کی وجہ سے اس کیWalkمیں لڑکھڑاہٹFeelہوتی ہے..."

"مگر لڑکے والے تو یہ بات نہیں سمجھتے ناں..." مینو نے آنسو ضبط کئے۔ "ان کے لئے تو ہر وہ کنواری لڑکی جو دنیاوی معیار پہ پورا نہ اترے، بیوہ یا طلاق شدہ جیسی حیثیت ہی رکھتی ہیں۔"

"اوہو مینو!What happened؟ کیوں اتنیSadہو رہی ہو۔" بجلی نے اسے تسلی دی۔ "میری تو ہمیشہWishتھی کہ سجل میرے Houseکی Brideبنے مگر حدید نے مجھے کسی کوFaceدکھانے لائق leave(چھوڑا) کیا ہوتا تو ایسا ہوتا ناں۔" بجلی کے اپنے دکھ تازہ ہو گئے۔

دو سال پہلے تک بجلی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ اپنے بیٹے حدید کی شادی سجل سے کروائے گی جس کیلئے وہ وقفے وقفے سے اس بابت بات بھی کرتی رہتی تھی، مگر حدید نے سارے کئے کرائے پہ پانی پھیر دیا تھا جب اس نے کسی دو نمبر لڑکی سے کورٹ میرج کر لی اور وہ لڑکی حدید کو لیکر الگ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

”چھوڑو یہ پرانی باتیں... اور دیکھو پھر کوئی آیا ہے۔“ مینو نے دیکھا کہ باہر پارکنگ میں کوئی گاڑی آر کی تھی۔

☆...☆...☆

”سامان آیا ہے شاید!“

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد باہر عجیب سا شور محسوس ہونے پر مٹھی نے کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانکا تھا جہاں کچھ لوگ پک اپ کے ساتھ کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔

”سامان...؟“ بے بی بھی کھڑکی میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی جہاں دینو کاکا دروازہ کھول کر کھڑا تھا اور کبڑا خان کچھ آدمیوں کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ پھر لوگ پک اپ سے موٹر سائیکل اتارنے لگے۔

”بلو، گلو جلدی آؤ!“ کبڑا خان نے آواز دے کر ملازمین کو بلایا تو دو ہٹے کٹے ملازم بھاگتے ہوئے آئے اور پک اپ کے آگے والا دروازہ کھول کر کسی چیز کو گھسیٹ کر باہر نکالنے لگے۔ دری وہ منظر دیکھتے ہی پوچھنے لگی۔

"ائی! یہ کیا چیز ہے...؟"

پتلا سو کھا سا، سفید بالوں والا وہ ایک آدمی تھا جس کو گلو نے بانہوں میں بھر کر، گاڑی سے اتار تا تھا۔ وہ شاید زخمی تھا... یا بیمار تھا۔ ملازمین اسے دینو کا کا کی چار پائی پر بٹھا کر... اب پائپ کھول کر اس کے ہاتھ پیر اور منہ دھلوا رہے تھے اور اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا سارا قریشی خاندان حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

اب کہیں سے وحید صاحب آتے دکھائی دیئے، اور وہ نہ صرف آتے دکھائی دیئے بلکہ غصے میں چیختے سنائی دیئے۔ جیب سے چند نیلے نوٹ نکال کر گلو کو تھمائے اور گلو نے پک اپ والے کو وہ چند نوٹ پکڑائے۔

پک اپ کے روانہ ہوتے ہی دروازہ بند کر کے گلو اندر آیا اور دینو کا کا کی چار پائی کے ساتھ پڑا پنکھا چلانے لگا تو اس پنکھے کی ہوا پہ وہ پتلا سو کھا آدمی سر اٹھا کر کہنے لگا۔

"تھوڑا آہستہ کرو... نہیں تو یہ مجھے ساتھ اڑا لے جائے گا۔"

"ائی مختیار بھائی۔" صفورا بیگم کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

”مختیار بھائی؟“ بے بی نے بھی غور سے دیکھنا چاہا۔ ”ہاں یہ تو مختیار بھائی ہیں۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی تیزی سے باہر نکلی تو وہ تینوں لڑکیاں بھی اس کے پیچھے لپکی۔

”کون ہیں یہ مختیار بھائی؟“ روحی پوچھنے لگی۔

”کزن ہے میرا... بچپن میں ہم ساتھ کھیل کود کر بڑے ہوئے ہیں... ہمارے ساتھ دادو میں رہتا تھا۔“ سیڑھیاں اترتے ہوئے بے بی بتا رہی تھی۔ مینو اور بجلی کب سے مہمانوں کے اندر آنے کا انتظار کر رہیں تھیں مگر وہ نہ آئے۔ اب بے بی اور ان لڑکیوں کو ہڑبڑی سے باہر جاتے دیکھ وہ دونوں ان کے پیچھے لپکی۔

www.novelsclubb.com

لوگوں کے ہجوم کو چیرتی وہ مختیار بھائی کی طرف آئی اور فکر مندی سے پوچھنے لگی۔ ”مختیار بھائی کیا ہوا...؟ آپ ٹھیک تو ہیں...؟“

مختیار بھائی کی حالت واقعی بہت بری تھی۔ اتنے پتلے کہ پنکھے کی ہلکی ہوا پر بھی اڑے جا رہے تھے۔ پھر اتنے بڈھے کہ بڈھا بھی دیکھ کر شرما

جائے... لکڑی جیسی گردن ٹانگیں اور بازو... کبوتر جیسی چھووووووووٹی سی آنکھیں... تینوں لڑکیاں اس کا مکمل پوسٹ مارٹم کر رہیں تھیں۔

"کون؟" اس نسوانی آواز پر کبوتر جیسی آنکھیں بمشکل کھول کر غور سے دیکھتا، مختیار بھائی پوچھ رہا تھا۔ شاید پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں مختیار بھائی... بے بی!" بے بی کے بتانے پر وہ اچھلا۔

"ائی بے بی... میری بے بی... میری بہن... میری مٹھی..." مختیار بھائی کا بس ہی نہیں چل رہا تھا کہ لپٹ ہی جائیں۔ اس لئے بے بی تھوڑا فاصلہ رکھے ہوئے تھی۔ "مٹھی... مٹھی..." وہ بے بی کے ہاتھ تھامے عقیدت سے کہہ رہا تھا۔

"جی؟" مٹھی آگے بڑھی اور حیران ہوئی... وہ آدمی... نہ کبھی سنا نہ دیکھا... اسے کیسے پہچانتا ہے...؟

"یہ کون ہے مٹھی...؟" اس شخص نے پوچھا۔

"آپ مجھے کہتے تھے ناں مٹھی... پھر آپ چلے گئے... فالتو پڑا ہوا تھا تو ہم

www.novelsclubb.com

نے اس کا نام رکھ دیا۔'' بے بی نے بتایا۔

''نہیں... یہ مٹھی نہیں ہے... مٹھی بس تم ہو...۔'' اس شخص نے کہا تو مٹھی دو قدم پیچھے لیکر منہ بناتی کھڑی رہ گئی۔

''ارے مختیار ماما... کیا ہوا...؟'' عباد ابھی گھر میں داخل ہوا تو سب کو ادھر کھڑا دیکھ کر اس طرف چلا آیا۔

''میں اسکوٹر پر آرہا تھا کہ سامنے سے گائے آگئی اچانک۔'' مختیار نے بتایا۔

''سدائین (ہمیشہ) گرتے ہو۔'' بے بی بولی۔

''پر میں تو اپنی سائیڈ لے کر آرہا تھا... کہ گائے سامنے آگئی اچانک۔ میں نے اسکوٹر کو بریک بھی لگادی... اسے چوٹ بھی نہیں آئی... پھر بھی بپھر کر اس نے ایسی ٹکر ماری کہ میں اڑتا ہوا اسکوٹر سمیت گپ (کیچڑ) میں جا کر گرا۔ شاباس ہو اس پک اپ والے کو جو مجھے اٹھا کر ادھر لے آیا۔'' مختیار بھائی اپنی سوانح حیات بتاتے ہوئے جذباتی ہو گئے تھے۔

''مفت میں نہیں لیکر آیا... تین ہزار روپۓ لیکر گیا ہے وہ کمینہ!'' وحید

صاحب نے غصے سے کہا تو تینوں لڑکیاں انہیں دیکھنے لگیں۔اب سمجھ آیا وہ ملازم پہ کیوں برس رہے تھے۔

"ایک تو میری لوئی (شال) گر گئی...اوپر سے گھڑی بھی پتا نہیں کدھر چلی گئی جو عباد ہانگ کانگ سے لیکر آیا تھا۔"مختیار بھائی کلائی مسلتے اپناد کھڑا سنا رہا تھا۔

"آپ کا بلڈ پریشر لو ہو گیا ہو گا...میں شربت بنا کر لاتی ہوں۔"بے بی بولی۔

"Servant ہے ناں...لے آئے گا۔"بجلی بولی۔"بنے میاں go...!

"بجلی نے آنکھیں دکھائیں تو ہمیشہ کا سست بنے میاں منہ بنا کر چلتا بنا۔بے بی مختیار کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں یاد ہے؟"مختیار بھائی،بے بی سے پوچھنے لگا۔

"ہاں...جب بھی باہر سے آتے تھے...اماں تمہارے لئے روح افزاء میں لیموں،برف چینی ملا کر رکھتی تھی۔"بے بی اداسی سے مسکرائی۔

"کتنی لاڈلی ہوتی تھی تم اپنے امی ابا کی۔"مختیار'بے بی سے مخاطب تھا۔

"سب لاڈ پیار انہی کے ساتھ چلا گیا۔"بے بی ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

”اتنی نازک سی تھی... پھر کیسے اتنا بڑا دکھ برداشت کر لیا؟“

”بس جینا پڑتا ہے... اللہ ہمت عطا کر دیتا ہے۔“ بے بی نے کہا تو وحید صاحب نے اسے دیکھا جبکہ مینو نے پہلو بدلا اور ہاتھ مسلنے لگی۔ (مینو کو پریشانی میں ہاتھ ملنے کی عادت تھی۔)

”تم نے بھی اپنی کیا حالت بنالی مختیار بھائی!“ بے بی نے افسوس سے کہا۔

”بس بے بی قسمت ہی خراب ہے اپنی!“ مختیار بولا۔

”شادی بھی تو کی تھی... کہاں ہیں بھابھی اور بچے۔“

بے بی اور مختیار کی بات چیت پر سب ان کو ہی دیکھ رہے تھے۔

”بس چلی گئی وہ... بے بی!“ مختیار ٹھنڈی آہ بھرتے بولا۔

”اللہ اسے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔“ بے بی نے کہا تو سب نے ہی آمین کہتے منہ پہ ہاتھ پھیرا ہے۔

”ارے نہیں... وہ مری نہیں زندہ ہے...“ مختیار بھائی نے جلدی سے کہا تو وہ تینوں لڑکیاں منہ پہ الٹا ہاتھ پھیر کر آمین واپس لینے لگیں۔

”کتنا کہتے تھے ابا کہ تھوڑا پڑھ لو... مگر تمہیں تو گلی میں گِلی ڈنڈا کھیلنے سے ہی فرصت نہیں تھی۔“ بے بی نے آہستہ سے ڈانٹے کہا تو وہ تینوں احمقوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، کیونکہ وہ بھی بار بار بولنے کے باوجود پڑھتی نہیں تھیں۔

نہ پڑھنے کا انجام ایسا بھیانک ہوتا ہے؟

وہ سوچ رہی تھیں۔

☆...☆...☆

یہاں استقبال تو بہت تپاک سے کیا گیا تھا مگر اتنے نئے نئے چہرے تھے کہ تمام چہروں سے وہ مکمل نا آشنا تھے۔ امل مستقلاً ان تینوں کے ساتھ تھی۔ وہی سارے خاندان سے ان کو متعارف کروا رہی تھی۔ مہمان اتنے تھے کہ سمجھ سے باہر تھا کہ کون کیا ہے۔ رشتے تو ان کو سمجھ نہیں آ رہے تھے مگر موٹی موٹی جو باتیں تھیں وہ یہ کہ وحید صاحب کے ایک بھائی نوید تھے، جس کے تین بیٹوں کے ساتھ اکلوتی بیٹی تھی شانزے... جس کی امل سے اچھی دوستی تھی اور وحید صاحب کی

ایک بہن تھی ناہید جو کینیڈا سے کل ہی یہاں پہنچنے والی تھی۔

امل، ان تینوں کو سجل کے پاس لے جانے کا بار بار کہہ رہیں تھیں مگر بے بی کی سخت ہدایات تھیں کہ وہ دلہن کے کمرے میں ایسے ہی منہ اٹھا کر نہ جائیں...

پہلے تو دری نے صاف کہا کہ منہ اٹھا کر نہ جائیں تو کیا یہاں رکھ کر جائیں...؟

اس پہ گھوریوں سے کچھ حملے ہوئے، پھر کہا گیا کہ ذرا حلیہ اچھا کر لینا...تو شام کو جانا۔

وہیں کسی کمرے میں بجلی، مینو سے کہہ رہی تھی۔

"یہ اصغری اور اس کی بہو کو which(کون) سے Room میں stay کروانا ہے؟"

"عباد کے کمرے کے ساتھ والا کمرہ خالی ہے...وہیں ان کا انتظام کرواتی ہوں۔" مینو نے ابھی بتایا ہی تھا کہ بجلی کڑکی۔

"آئے ہائے وہاں تو میں live کرنے کا think کر رہی ہوں۔"

"اوہو...تو اصغری کے ساتھ تم رہ لینا کون سا مسئلہ ہے۔" مینو نے سادگی

www.novelsclubb.com

سے کہا مگر بجلی تو بجلی تھی، کڑکتے ہوئے بولی۔

”اُئے ہائے...why(کیوں)میں اس اصغری کے ساتھ stay کروں گی؟“

”اوہو...تو آرام سے رہو...میں اصغری کا کہیں اور انتظام دیکھ لیتی ہوں۔

“مینو نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور فاصلے پہ کھڑے وہ سارے لڑکے آنکھوں سے اشارے کرتے ہوئے کوئی سازش رچانے کی پلاننگ کرنے لگے تھے۔

☆...☆...☆

”کریم ہو گی تھوڑی سی...؟موسم بہت خشک ہو رہا ہے۔“

اصغری دروازے پر کھڑی، ہاتھ ملتی بے بی سے پوچھ رہی تھی۔

”روحی...کریم تو دینا۔“بے بی نے سر گھما کر روحی سے کہا، جو ابھی سامان ٹھیک کر کے الماری میں رکھ رہی تھی۔بیگ سے کریم نکال کر آئی اور اصغری کو گھورتی، اس کے ہاتھ میں کریم تھماتی...واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

اصغری نے ڈھیر ساری کریم نکال کر اپنے ہاتھ پر ملی...

پھر اتنی نکال کر منہ پر...

پھر اتنی ہی نکال کر بازو پر ملی...

پھر نکالنے لگی تو بے بی کا بس نہ چلا، جھپٹا مار چھین لے مگر وہ کمال ضبط سے کھڑی اس کو دیکھتی رہی۔

پھر اصغری کریم نکال کر پیروں پر ملنے لگی تو بے بی کا دل جل جل کر راکھ ہوا۔

پھر اٹھ کر، پھر کریم ہاتھ پر نکال کر، ڈھکن بند کرتی بے بی کو تھما کر بولی۔

”بہو سے بھی کہتی ہوں لگا لے... بہت خشک موسم ہو رہا ہے۔“ وہ کہتی چل دی۔

”توبہ ہے... اتنی کریم لگائی ہے...، پھر پیروں پر بھی فئیر اینڈ لولی۔ ہم تو منہ پہ ہی لگاتے ہیں... وہ بھی نہانے کے بعد ایک بار...!“ بے بی بڑبڑاتی رہی۔

”یہ سارا میک اپ ڈریسنگ ٹیبل پہ سیٹ کر دو اور کپڑے بھی الماری میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رکھ دو اور بیگز سب سائیڈ میں کر دو۔ شیمپو، صابن بھی باتھ روم میں رکھ دو... پھیلاوا نہیں ہونا چاہئے تاکہ جس چیز کی بھی ضرورت ہو تو وہ آسانی سے مل جائے۔ ٹھیک ہے؟" بے بی اپنا بیگ گھسیٹتی ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

دور سے دیکھو تو ڈی پی او ہاؤس زندگی سے بھرپور سجی سجائی عالی شان عمارت کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ وحید صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی کیلئے اس عمارت کا کونا کونا سجایا تھا۔ اس سجاوٹ کیلئے حیدر آباد سے ایونٹ آرگنائزر کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں۔ مایوں مہندی اور شادی کیلئے الگ الگ ڈیزائن تیار کئے جانے تھے۔ مایوں اوپر چھت پر، مہندی گھر کے پیچھے والے بڑے سے میدان میں... اور شادی میرج ہال میں طے پائی گئی تھی۔

سرِ شام ہی لائٹس جلا دی جاتیں اور مٹیاری شہر میں مین روڈ پر کھڑا وہ گھر... جگر جگر کرتا دکھائی دیتا۔ دلہن بہت خوش نصیب تھی کہ اس کا باپ اس شہر کا ایس ڈی ایم تھا تو بھائی ڈی پی او... دونوں نے خاص انتظامات کروائے تھے۔ جہیز

بھی ڈھیر سارا دیا تھا۔ شہر کی نامور شخصیات، سیاستدان اور دور اور قریب کے سارے رشتے دار شریک ہونے تھے۔ سندھ کے کونے کونے سے رشتہ دار پہنچ چکے تھے جن کا انتظام اسی گھر میں کروایا گیا تھا۔ وحید صاحب کے خاص کہنے پر عباد نے قریشیز کیلئے بہترین انتظام کروایا تھا، جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی، اے سی سمیت... جبکہ ایک کمرہ بجلی کو دیا گیا تھا۔ باقی جتنے بھی کمرے تھے، ان میں اے سی اور ائیر کولر لگوائے گئے تھے۔ وحید صاحب کے کافی رشتہ دار جولاڑکانہ، حیدر آباد، کراچی، دادو اور نوابشاہ میں رہتے تھے جو کچھ تو آ گئے تھے، کچھ شادی میں آنے تھے، پھر بھی مہمانوں سے گھر بھر گیا تھا۔

مردوں کا انتظام باہر گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔

پھر بھی مینو مہمانوں کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔

آج پہلا ہی دن تھا... کہ اے سی ٹرپ ہوئے جا رہے تھے۔ چائے جب مہمان خود بولتے تو اسے یاد آتا کہ مہمانوں کو چائے بھی دینی ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتے، ایک دن میں ہی اس کا سر گھوم کر رہ گیا تھا۔ وہ بے چارگی کی تصویر بنی

نوکروں پر برس پڑتی تو کبھی بجلی پر برستی۔ ابھی بھی بجلی پر برس کر... باہر نکلی تو اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی بے بی کو دیکھ کر کمپوز ہوئی۔

بے بی مہمان خواتین کے ساتھ باتیں کر رہی تھی، جو کراچی سے آئے تھے، جو وحید صاحب کی خالہ کی بہو تھی۔

"آپ بیٹھیں نا بھابھی... یہاں کیوں کھڑی ہیں؟" مینو نے فضیلہ بھابھی کو دیکھ کر کہا۔ فضیلہ بھی پہلی بار یہاں آئی تھی۔ بے بی سے ایک دو بار ملاقاتیں ہوئی تھیں، اس لئے وہ اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔

"کافی دنوں بعد بے بی سے ملی تو سوچا گپ شپ کر لوں۔" فضیلہ نے کہا۔

"ہاں اب تو بس شادیوں میں ہی ملاقات ہوتی ہے۔" مینو نے کہا۔

"اچھا کیا جو آپ نے سب رشتہ داروں کو بلا لیا... اور ایک موقع مل گیا ہم سب کو اکھٹا مل بیٹھنے کا۔" فضیلہ نے خوش دلی سے کہا۔

"بس ہمارا ابھی پہلا موقع تھا شادی کا... بہت اچھا لگا آپ سب لوگ آئے۔" مینو نے بھی خلوص سے کہا۔ "آؤ نا لاؤنج میں بیٹھتے ہیں... چائے بنواتی ہوں۔

www.novelsclubb.com

"مینو نے کہا اور آگے بڑھی۔

"بے بی آؤ ناں..." اس نے جاتے ہوئے فضیلہ کو سنا تھا جو بے بی سے کہہ رہی تھی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف جانے لگی۔

"بنے میاں!" اس نے ریلنگ سے نیچے نظر آنے والے بنے میاں سے کہا، تو وہ سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔

"جی ادی...؟" بنے میاں مودبانہ انداز میں بولا۔

"سب کے لئے چائے بناؤ... لیکن سب سے پوچھ لینا کہ کس کو پھیکی پینی ہے اور کس کو میٹھی۔"

"جی ادی!"

"اور سنو!" کچھ یاد آتے ہی وہ دوبارہ اس سے مخاطب ہوئی۔ "اسفندیار آ گیا؟" وہ پوچھنے لگی۔

"نہیں ادی۔" بنے میاں کے کہتے ہی مینو ایک اطمینان کی سانس خارج

www.novelsclubb.com

کرتی بولی۔

"چلو شکر ہے۔" اس کے کہنے پر بے بی نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ماما! ہمارا اے سی نہیں چل رہا۔" امل منہ بناتی نیچے آتی بولی۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"ٹرپ کر گیا ہے۔" امل نے بتایا۔

"عباد سے کہوناں۔" لاؤنج کے بڑے سے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے مینو نے کہا۔

"وہ کہہ رہے ہیں لائٹ ڈم ہے... اتنے سارے اے سی ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ پر سجل کو تو بہت گرمی لگ رہی ہے۔"

"لائٹ پر لوڈ ہے بہت... کتنی لائٹس جل رہیں ہیں... اے سی چل رہے ہیں... فرج، ائیر کولر چل رہے ہیں تو لائٹ تو ڈم ہو گی ہی۔" مینو نے بے زاری سے کہا تھا۔

"لائٹ کا مسئلہ تو ہر شہر میں ہے۔" فضیلہ بھابی بولی۔ "اسٹیپلائزر کے سوا تو

اے سی چلتے ہی نہیں ہیں۔"

"ٹرانس فارمر الگ سے لگوایا ہے ہم نے... پھر بھی لائٹ اتنی کم ہے کہ اے سی تو ایک ساتھ چلتے ہی نہیں۔ ٹرانس فارمر سے کوئی نہ کوئی آ کر اپنی تار لگا کر جاتا ہے اور وحید صاحب ان کو کچھ نہیں کہتے۔" مینو نے اپنا دکھڑا سنایا۔

"ہاں وحید بھائی بہت نیک دل انسان ہیں۔ کیسے اپنے غریب رشتہ داروں کو اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔" فضیلہ بولی۔

"ہاں بس کیا کریں؟ کہاں جائیں غریب لوگ... نہ کام نہ روزگار بس چلے آتے ہیں ادھر..." مینو نے کہا تو امل نے بے زاری سے دیکھا اور کہا۔

"اے سی نہیں چل رہا۔"

"تو جا کر عباد سے کہو ناں۔" مینو نے دانت پیسے، تو امل پیر پٹخ کر باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

ان کی زبانیں پٹر پٹر چل رہی تھیں۔

"سمجھ نہیں آتا مینو کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟" روحی بدمزہ ہوئی تھی۔

"بے بی کیوں چپ چاپ سب سن رہی ہے؟" مٹھی کے پتنگے لگ گئے۔

"ایک تو بڑے، ہمیں کچھ بتاتے بھی نہیں۔" دری نے تمام مہمانوں پر ایک نظر اچھال کر بے بسی سے کہا تھا۔ بہت عجیب سا موسم تھا... کچھ ٹھنڈا (کہ چسُیں چل رہیں تھیں)... کچھ گرم (کہ ناراضگیاں بھی عروج پہ تھیں)... لاؤنج میں سب تھکے بے حال سے محسوس ہوتے تھے۔ بے شک چائے کا انتظار ہوا جا رہا تھا مگر چائے تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"مہتاب! تم سناؤ... ماشاءاللہ کافی ہٹی کٹی ہو گئی ہو... یقیناً بہو کے ہاتھ کا کھانا تمہیں راس آگیا ہے۔" کسی عورت کے سوال پہ مہتاب نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"پتا نہیں وہ کون سی سا سیں ہوتی ہیں جن کے نصیب میں بہو کے ہاتھ کا سکھ لکھا ہوتا ہے۔" اس کے بیٹے کی پچھلے ماہ ہی شادی ہوئی تھی۔ اس وقت بھی ایسا ہی میلہ سجا تھا، بس فرق یہ تھا کہ اس وقت بس قریبی لوگ ہی تھے، مگر اس وقت بہت دور دور کے رشتے دار اور زبردستی کے رشتے دار بھی اس محفل کا حصہ بنے

www.novelsclubb.com

ہوئے تھے۔یوں تو مہتاب نے بہت چاہ کے ساتھ اپنی بھانجی کو بیٹے کیلیئے پسند کیا تھا، مگر پتا نہیں شادی کے بعد کیا گڑ بڑ ہو جاتی ہے کہ چاہ سے لائی گئی اپنی بھانجیاں بھتیجیاں، بہو بن کر ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔یہی کھٹا میٹھا حساب ان کے بیچ بھی تھا۔ مہتاب،اپنی بیٹی کے ساتھ اکیلے ہی یہاں آ گئی تھی جبکہ بیٹے اور بہو کی آمد شادی والے دن ہی متوقع تھی۔

"اصغری کو دیکھ لو...اپنی بہو کے گن گاتے اس کی زبان نہیں تھکتی۔"کسی کی مداح سرائی پہ بجلی نے پٹ سے جواب دیا۔

"میں کہنا نہیں چاہتی But اصغری کی Daughter in Law تو بالکل ہی Work Thief (کام چور)ہے۔پھر بھی اصغری پتا نہیں کیسے اس کے اتنے گن گاتی پھرتی ہے۔"

اصغری کا رشتہ بھی دور پرے کا ہی نکلتا تھا، مگر شادیوں باراتوں میں سب سے پیش پیش اصغری ہی ہوا کرتی تھی۔کہنے کو دو بیٹے تھے، جن کی شادیوں پر کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا، مگر اصغری نے بذات خود اپنے پاس کے رشتے داریوں کی

شادیاں بھی دیکھیں تھیں تو دور پرے کے رشتے داروں کی بھی۔اگر یہ کہا جائے کہ اصغری نے ساری عمر بس شادیاں دیکھیں ہیں تو یہ جملہ بالکل بھی غلط نہ ہو گا۔

"اوروں کی بہو کا تو خوب پتا ہے تمہیں بجلی... پھر اپنی ہی بہو کے بارے میں تمہیں کیسے پتا نہیں چلا کہ ناک کے نیچے سے وہ تمہارے بیٹے کو لے اڑی۔"

پکے منہ والی شبانہ نے پکائی سے جتایا... تو سب ہی ہنس پڑیں۔اس جملے نے تو بجلی کے کرودھ (غصے) کو للکار دیا تھا۔

"ارے میرا Straight Plain (سیدھا سادہ) بیٹا لے اڑی وہ کم بخت!"

"پر یہ ہوا کیسے تھا؟" عورتوں کی اس ٹولی میں سے کسی کی آواز پہ بجلی جل کر بولی۔

"بس اسی bloody موبائل پہ رابطے Start ہوئے اور Running Marriage (بھاگ کر شادی) پہ یہ سلسلہ جا کر Stop ہوا۔میں نے تو زلو کے ابا کو Neat Neat (صاف صاف) کہہ دیا کہ جب تک وہ اپنی Wife کو

Divorce نہیں کرے گا... میں اس کو اپنے Home میں Enter نہیں ہونے دوں گی۔"

ساری روداد میں قابل ذکر جو نام تھا، اسی طرف باتوں کا رخ مڑ گیا۔

"یہ زلو کدھر ہے؟" مینو کو پوچھنا یاد آ گیا تھا۔

"ہم Together ہی آئے تھے لاڑکانہ سے... بس وہ زلو اور اس کے ابا کو کوئی شاپنگ وغیرہ کرنی تھی... تو وہ حیدرآباد ہی Stop ہو گئے اور میں Here آ گئی۔ اب تک تو ان کو بھی آ جانا چاہیے تھا۔" بجلی نے ساری امیر حمزہ سنائی تو وہ تینوں کھسر پھسر کرنے لگیں۔

"اب یہ زلو کیسا نام ہوا...؟" دری کرسی پہ بیٹھی روحی سے کہہ رہی تھی مگر مٹھی کی بے زاریت عروج پہ تھی، اس نے زچ ہو کر کہا۔

"اس کے ماں باپ جو نام رکھیں... ہمیں کیا...؟" وہ بڑوں کی بدذائقہ باتوں پر بدمزہ ہی ہوئی تھی۔

"میں تو بور ہی ہو گئی ہوں۔" روحی کے چہرے پہ بھی اکتاہٹ صاف

www.novelsclubb.com

محسوس ہوتی تھی۔" جب دیکھو امل کو بس ہمیں سجل کے پاس لیکر جانا ہے...اور باقی لڑکیاں تو بس کپڑوں کا پوچھ پوچھ کر مغز ہی کھا گئیں ہیں...ارے بھئی کیا ہو گیا ہے آج کل کی لڑکیوں کو؟ ہر وقت کپڑے...ہر وقت بننا سنورنا...۔" تینوں ہی اپنی اپنی باتوں پر رضامندی سے سر ہلا رہیں تھیں۔

"زلو نے لاڑکانہ بورڈ کے Four امتحان سے A+ گریڈ لیا ہے۔Then (پھر) اس نے اب MCAT کیلئے SAGA کوچنگ سینٹر میں Admission بھی لے لیا ہے، Because (کیونکہ) اس کو LUMHS میں میڈیکل پڑھنا ہے، Very Big ڈاکٹر بننا ہے۔"

لو بھئی بجلی بولی تو بس پھر بولنا ہی شروع ہو گئی۔

"زلو کیلئے کوئی رشتہ وشتہ دیکھا ہے...؟" شبانہ کے اس سوال میں عجیب سی بے چینی محسوس کی جاسکتی تھی۔

"No...ابھی تو اس کے پڑھنے کی Age ہے۔"

"عورتوں کی باتیں کیا بس شادیوں کے جوڑ توڑ بنانے تک ہی محدود ہوتی

ہیں؟'' مٹھی نے عاجز ہو کر کہا۔ بے بی نے گھوری سے اشارہ کر کے یہاں رکنے کا نہ کہا ہوتا تو وہ کب کا اپنے کمرے میں جا چکی ہوتی۔

''اور یہ زلو ہے کون جو اتنا اہم ہو گیا ہے کہ سب کو اس کی شادی کی پڑی ہوئی ہے۔'' روحی نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

''بجلی کا بیٹا ہو گا... اور کون ہی ہو سکتا ہے؟'' دری نے عورتوں کی باتوں سے یہی نتیجہ نکالا تھا۔

''تمہیں کیسے پتا چلا کہ زلو، بجلی کا بیٹا ہے؟'' مٹھی کے سوال پہ دری نے کچھ سوچا۔

''بجلی اپنے میاں کو زلو کے ابا بلا رہی مطلب زلو، بجلی کا بیٹا ہوا ناں...''

''اللہ سب کی بیٹیوں کا اچھا نصیب کرے۔'' مجمع میں پتا نہیں کس کی زبان سے یہ دعا نکلی کہ بے اختیار ہی سب نے 'آمین' کا نعرہ بلند کیا۔ آمین پر وہ تینوں بھی باتیں چھوڑ منہ پہ ہاتھ پھیرنے لگیں۔

''اور بیٹوں کے بھی... کیونکہ بہوئیں بھی نصیب سے ہی اچھی ملتی ہیں۔

"مہتاب بیگم نے برجستہ کہا تو ایک بار پھر 'آمین' کی صدا بلند ہوئی۔

"یہ بڑی اچھی بات کہی آپ نے۔" شبانہ نے کہا۔

"Yes...!" بجلی نے بھی اس بات پر اکتفا کرتے ہوئے کہا۔ "جیسے عنایت خاتون کو دیکھو... کیسی Lucky رہی کہ دونوں ہی اچھی Daughter in laws مل گئیں۔"

صفورا بیگم چونک کر پوچھنے لگی۔ "ارے ہاں... عنایت خاتون کی کیا خبر ہے؟ وہ شادی میں شرکت تو کر رہیں ہیں ناں؟"

"Yes... ارادہ تو تھا ان کے آنے کا... But مجھے نہیں لگتا کہ They will come (وہ آسکیں گیں)"

"یہ عنایت خاتون وہی ہیں ناں... جن کو صفائی کرنے کا کریز تھا؟" خالدہ نے جیسے تصدیق چاہی۔ "بلکہ جنون کہنا زیادہ بہتر رہے گا۔"

"ہاں... ہمارے خاندان میں تو ہمیشہ سے Famous ہے کہ عنایت خاتون جیسی Difficult (مشکل) عورت تو نہ پہلے کبھی Born ہوئی... نہ بعد

میں کبھی Born ہو گی۔ پھر بھی دیکھ لو... دونوں Daughter in Laws کتنی Nice ملیں ہیں اسے۔"

"پھر وہ کیوں نہیں آ رہیں؟" صفورا بیگم کی کسی زمانے میں عنایت خاتون سے اچھی سلام دعا تھی مگر زندگی کے جھمیلوں میں کب ان کا رابطہ نا کے برابر رہ گیا... پتا ہی نہیں چلا۔

"بس، ان کے جو دونوں پوتا پوتی ہیں ناں... اتنے لاڈلے کہ سارے گھر کو پیچھے لگائے رکھتے ہیں۔ اوپر سے دونوں بالکل اپنے باپ پہ چلے گئے... ایک دم نازک مزاج... تو عنایت خاتون والے کہیں آتے جاتے ہی نہیں ہیں..." بجلی ناک بھوئیں چڑھا کر بولی۔

"ویسے عمارہ کی دونوں بیٹیاں تھیں ہی بہت پیاری... اور سمجھدار... دیکھو کیسے اپنا گھر کر کے اب آرام سے بیٹھی ہوئیں ہیں... کبھی ان کے بارے میں کچھ غلط نہ سنا... نہ دیکھا... اسی سے ان کی تربیت جھلکتی ہے... بے شک تربیت کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے گھر گرہستی میں۔" فضیلہ کا انداز تعریف سے کب دانائی میں

بدل گیا،وہ خود بھی جاننے سے قاصر تھی۔

"لو! یہ بھی Good(خوب) کہی!" بجلی چمکی۔ "تربیت کا نہیں... عنایت خاتون کا اپنا بڑا Hand ہے کہ وہ دونوں مزے سے اپنے House میں رہتی ہیں۔ Because وہ کسی کو Works(کاموں) میں hand ڈالنے نہیں دیتی..." بجلی نے صدق دل سے اعتراف کیا۔ "اور میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ ساس اور بہو میں سارا مسئلہ ہی تو work کا ہوتا ہے۔"

"جو بات ہے۔" کے نعرے کا شور ہر کہی سے اٹھا۔

"اب یہ عنایت خاتون کون آگئی ہے بیچ میں؟" وہی اکتایا ہوا لہجہ روحی کے علاوہ اور کس کا ہو سکتا تھا؟

www.novelsclubb.com

"بے بی بتا نہیں رہی تھی کہ بجلی کا لاڑکانہ میں بھرا پڑا خاندان ہے... اسی خاندان میں زکیہ نام کی ایک عورت ہے، جو بجلی کی ایک طرح سے بڑی بھابھی ہے۔ اب بجلی کی زکیہ بھابھی کا ایک قصہ بہت مشہور ہے کہ لاڑکانے کے کسی چھوٹے سے محلے میں، وہ تنگ سی گلیوں میں سے کسی تنگ گلی کے ایک چھوٹے سے

گھر میں رہتی ہے۔

بجلی کی زکیہ بھابھی اور ان کی بیٹیاں گھر سے جب نکالتی ہیں تو کیا تو ان کے ٹھاٹھ دکھائی دیتے ہیں۔ لاکھوں کی موبائل ہاتھوں میں لیکر، اسٹائیلو کے چپل پرس (اچھا ہوا کپڑے نہیں تھے ورنہ کپڑے بھی اسٹائلو کے پہنتی)، اٹھائے مہنگے ترین کپڑے پہنے، مہنگے ایک ایک میک اپ کو منہ پہ تھوپے، اپنی پجارو میں نوکروں اور گارڈز کیساتھ ایسے پروٹوکول کے ساتھ نکلتی جیسے پتہ نہیں کہاں کی وڈیریاں ہیں... لیکن اصل میں ان کے ٹوٹے پھوٹے پرانے سے گھر میں جہاں پر اچھا سا واشروم تک نہیں ہے۔ چھوٹا سا گھر چھوٹی چھوٹی گلیوں میں بنا ہوا ہے جہاں گاڑی کیا، اسکوٹر کے جانے کی بھی جگہ نہیں اور انہوں نے پجارو لیکر رکھی ہوئی ہے۔

تبھی بجلی کی زکیہ بھابھی پجارو سے اتر کر روڈ سے پیدل گھر تک جاتی ہے۔

شروع شروع میں پجارو پارک کرنے کا الگ مسئلہ تھا۔ پھر رجب... رجب اردگان نہیں... (زکیہ بھابھی کا اکلوتا بیٹا)، کے دوست کے مشورے پر اپنے دوست کے گھر میں پارک کرنے لگا۔ اب اس کے دوست کے گھر میں گیراج تو تھا

مگر گاڑی نہ تھی۔(ہائے بے چارا...) مگر ابھی پچھلے سال ہی اس نے شادی کی ہے اور جہیز میں اس کو مہران گاڑی ملی ہے۔اب اس کا دوست گیراج میں اپنی وہ پدی سی مہران کھڑی کرتا ہے جبکہ پیجارو کیلئے مویشیوں کے تبیلے میں کہیں جگہ نکال لی گئی ہے۔" دری کے بس حسب نصب بتانے کی کمی رہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے... بجلی کی زکیہ بھابھی کی کہانی تو پتا چل گئی مگر عنایت خاتون؟ "روحی کے پوچھنے پہ متھی جلدی سے بتانے لگی۔

"ہاں زکیہ بھابھی کی ہی بھابھی ہے عمارہ بھابھی... جس کی سمدھن ہوئی عنایت خاتون... جس کو بچپن سے ہی سب سائیکو قسم کا سمجھتے تھے۔نہیں نہیں... پاگل نہیں۔مارتی بھی نہیں تھیں۔ہاں ہر وقت ان پر صفائی کا بھوت سوار رہتا تھا۔کسی کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاتی تھیں۔نہ پیتی تھیں۔بے بی بتا رہی تھی کہ وہ سارے گھر والوں کو چارپائیوں کے اوپر بٹھا دیتی تھیں اور فرش دھوتی تھی۔جو باہر ہوتے تھے وہ باہر سڑتے رہتے۔جو اندر ہوتے ہو کڑھتے رہتے، مگر مجال جو کوئی فرش پہ پیر دھر لیتا۔اصل میں ان کا بھی قصور نہیں تھا۔بچپن میں ان کی ماں ایسی

بیماری سے مر گئیں تھیں جو گھر میں گندگی سے پھیلی تھی۔ تبھی وہ وہمی ہو گئیں تھیں اور ہر وقت صاف صفائی کرتی رہتی تھیں۔اپنے بہن بھائیوں کو صاف رکھتی تھیں۔تب وہ دادو میں تھیں تو ان کی سلام دعا بڑی بھابھی (صفورا بیگم) سے بھی اچھی خاصی تھی۔ پھر ان کی اپنے چاچا کے بیٹے سے شادی ہوئی جو لاڑکانہ شہر سے تھوڑا دور گاؤں میں رہتے تھے۔"روحی نے تفصیلی بات کی جو کچھ دن پہلے ہی بے بی نے اسے بتائی تھی۔ عجیب بات ہے۔

"...مگر بے بی نے یہ باتیں جب تمہیں بتائیں تب میں کدھر تھی؟"روحی نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"جب اس دن مہمان آئے تھے،اور تم نے چائے گرا کر اپنا گھٹنا مفت تڑوا دیا تھا... تبھی درد سے تم چلا رہی تھی اور تمہیں گولی دے کر سلا دیا تھا... تبھی ہمارا دھیان بٹانے کیلئے بے بی یہ بات کر رہی تھی۔

"...مگر میں چائے تو ہر روز ہی گراتی ہوں... پھر یہ کون سا والا خاص دن تھا؟"روحی بڑبڑائی۔

"...ہاں مگر عنایت خاتون کی دونوں بہوئیں بھی بہت اچھی ہیں۔" فضیلہ نے کہا۔ "معصوم سی۔ وہ نام کیا تھا ان کا؟"

"عنادیہ اور عافیہ!" بجلی نے پٹ سے جواب دیا تھا۔

"اب بھی کیا اسلام آباد ہی ہیں؟" فضیلہ نے مزید پوچھا۔

"Yes...! ابھی بھی وہی ہیں... لاڑکانہ Come Go (آتے جاتے) رہتے ہیں... عنایت خاتون سے تو میری Majority ہی Meeting (اکثر ہی ملاقات) ہوتی رہتی ہے..."

"ہاں سنا تھا کہ عافیہ کا ناول پڑھ پڑھ کر دماغ بھی خراب ہو گیا تھا، دیکھو پھر بھی کتنی سمجھدار نکلی ہے... ورنہ ہم نے تو ہمیشہ ہی سنا کہ ناول اور فکشن پڑھنے والیوں کے دماغ ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ عنایت خاتون بھی تو اخبارِ جہاں کے ناول پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کر چکی تھی۔ وہ کون سا آتا تھا ناول...؟ ہاں خالی گھر..." فضیلہ کے بولنے پر بے بی نے اپنے گھر کی تینوں نعمتوں کو دیکھا جو ایک جگہ دبک کر بیٹھی ہوئی دکھائی دیں۔

”ناول نہ پڑھ کر بھی ان تینوں کے دماغ خراب ہیں۔“ بے بی کی بڑبڑاہٹ کسی نے نہ سنی تھی۔

”یہ تو کہنے کی باتیں ہوتی ہیں... ورنہ انسان کے اندر اتنا شعور تو ہوتا ہی ہے کہ کس شر سے خیر کا پہلو نکلتا ہے... اور کس خیر سے شر... اس کی پرکھ کر سکے!“

”چلو تم لوگ باتیں کرو جب تک میں Fish (فریش) ہو کر آتی ہوں۔

“بجلی اس جمگھٹے سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔” ...زلو اور زلو کے ابا بھی آتے ہوں گے۔“

بجلی کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

”ارے بھئی چائے آئے گی کہ نہیں؟“ مینو نے تیز آواز میں کہا تو بے بی اٹھنے لگی۔

”میں دیکھتی ہوں۔“

”تم کیوں دیکھو گی؟“ فضیلہ نے اس کا ہاتھ تھام کر، اسے اٹھنے سے روکا۔” یہ لڑکیاں بیٹھی ہیں ناں... ان کو دیکھنے کیلئے بھیجو!“

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ان کو...؟" بے بی نے ان تینوں نمونیوں کو دیکھا جو فضیلہ بیگم کی بات بخوبی سن چکی تھیں۔

"چلو تم میں سے کوئی ایک کچن میں جا کر دیکھے وہاں ہو کیا رہا ہے؟" صفورا بیگم نے تیز لہجے میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔(مقصد یہی تھا کہ صرف دیکھ کر آئیں... یہ نہیں کہ کچھ اٹھا کر ہی لے آئیں اور گرا کر ساری عزت کا کباڑا کر دیں۔)

"جاؤ روحی تم دیکھ کر آؤ!" خالدہ بیگم نے حکم سنا دیا تو وہ ناچار اٹھی اور کچن کی طرف گئی۔

دوسری طرف بجلی، اسفند اور عباد کے بیچ والے اس کمرے میں داخل ہوئی جو کم از کم اس گھر کا سب سے بہترین کمرہ تھا۔ وہ پرس کرسی پر رکھتی، موبائل لاپرواہی سے ایک جگہ پھینکتی واش روم میں گھسی تھی...

نلکے کے پانی کا آواز باہر سنائی دیا تو کوئی پردے کے پیچھے سے نکل کر دبے پاؤں کمرے سے نکلنے لگا تھا، مگر نکلنے سے پہلے اس نے ایک بار پھر کمرے پر ایک نظر

ڈالی۔

"کیا یہاں آنے کا مقصد پورا ہو گیا تھا...؟

یقیناً ہو گیا تھا۔

وہ مطمئن ہو کر کمرے سے باہر نکلتے ہی کچھ دور کھڑے ان لڑکوں کو Thumbs Up کا اشارہ کرنے لگا۔ اشارہ ملتے ہی سب مطمئن ہو کر ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔

☆...☆...☆

بہت ہی سنبھلتے ہوئے جب وہ کچن میں آئی تو وہاں عباد کو دیکھ اس کی زبان پہ مقفل ہی لگ گیا۔ وہ بنے میاں کے سر پر پہ کھڑا اسے ڈانٹ رہا تھا... پر بغیر رعب اور دبدبے کے۔ یہی وجہ تھی کہ بنے میاں اس کے رعب میں کم ہی آتا دکھائی دے رہا تھا، اور سستی سے کام چلا رہا تھا۔

"گھر کا سارا انظام تم لوگوں نے خراب کرر کھا ہے... نہ کوئی نظم وضبط ہے نہ کوئی تمیز... سارا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔ مغرب کا وقت بھی گزر گیا ہے اور

ابھی تک وہ سب شام کی چائے کا انتظار کر رہے ہیں۔" ربوٹک انداز میں یہ سب کہنے والا عباد... بہت ہی سپاٹ سے لہجے میں کہہ رہا تھا، مگر جانے کیا ہوا کہ اسے کسی اور کی موجودگی کا احساس بھی شدت سے ہوا... اور وہ مڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ اس لڑکی کو پہلے بھی قریشیز کے کمرے میں دیکھ چکا تھا۔

"جی...؟"

"وہ... وہ سب چائے کا پوچھ رہے ہیں۔" روحی نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"ہاں بس آ رہی ہے۔" عباد کے کہنے پر وہ سکھ کا سانس لیتی باہر جانے لگی کہ 'جان چھوٹی...' مگر جان اتنی آسانی سے کہاں چھوٹنی تھی...؟

عباد نے اس کو عقب سے پکارا۔

"سنو!"

خطرے کی گھنٹی بجی۔ وہ مڑی۔ کہا کچھ نہیں بس دیکھنے لگی۔

"اگر مائنڈ نہ کرو تو کیا یہ ٹرے تم اوپر لے جاؤ گی...؟"

www.novelsclubb.com

"کون میں...؟" روحی تو ایسے گھبرائی جیسے ٹرے لے جانے کا نہیں... بم لے جانے کا کہہ دیا ہو۔

"کیا یہاں کوئی اور بھی ہے جس کو میں کہہ سکتا ہوں؟" عباد اسی بے تاثر لہجے میں بولا۔

"جی!" وہ سر ہلاتی دھیرے دھیرے کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور ٹرے اٹھانے لگی۔ عباد اس کے سست قدم نوٹ کر رہا تھا۔ وہ بڑے دھیان کے ساتھ ٹرے اٹھاتی مڑی جب عباد اس کے سامنے آیا۔

"رہنے دو... میں خود ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔" عباد' اس کے ہاتھ سے ٹرے لینے لگا تو وہ ٹرے سے ہاتھ نہ ہٹاتے بولی۔

"مگر میں لے کر تو جا رہی ہوں۔"

"اس رفتار کے ساتھ تم اوپر پتا نہیں کب تک پہنچو گی..." یقیناً وہ طنز کر رہا تھا مگر طنز بھی طنز محسوس نہ ہوا۔ کیسا عجیب شخص تھا وہ...

"میں لے جاتی ہوں۔" وہ اب اعتماد سے بولی تو عباد نے ٹرے سے ہاتھ ہٹا

www.novelsclubb.com

لئے اور اسے جانے کا رستہ دیا۔ روحی اب پہلے سے ذرا تیز قدم اٹھاتے ہوئے باہر جانے لگی، مگر کچن سے نکل کر راہداری کی سمت جب اس کی نظر گئی تو سامنے کے منظر میں کچھ ایسا تھا کہ... اس کو دیکھ کر کسی کے ہاتھ سے بھی وہ ٹرے چھوٹ سکتا تھا... مگر روحی کی گرفت ٹرے پہ مزید مضبوط ہو گئی۔

اس نے آنکھیں بند کیں...

اسے لگا یہ وہم ہے...

مگر جب آنکھیں کھولیں تو وہ منظر اور قریب آ چکا تھا۔

☆...☆...☆

پارکنگ میں کوئی گاڑی آ کر رکی تھی جس پر شور اٹھا تھا۔

”زلو کے آبا آ گئے...!“

کبڑا خان کی صدا پر یاسر جلدی سے بجلی کے کمرے میں نمودار ہوا۔

”بجلی... زلو کے ابا آ گئے ہیں۔“ وہ کہتا یہاں سے بھاگا تو بجلی واش روم سے ہڑبڑا کر باہر نکلی۔

"وہ آ گئے...؟"

وہ ہڑ بڑا کر ایک کرسی پہ لٹکا تولیہ اٹھا اس سے اپنا منہ خشک کرتی افرا تفری میں نیچے کو بھاگی۔یقیناً وہ زلو اور زلو کے ابا کا بہترین استقبال کرنا چاہتی تھی...اسی لئے زلو زلو کہتی افتاں وخیزاں راہداری میں باقاعدہ بھاگتی اب سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

یہ ایسی کوئی عجیب بات بھی نہ تھی کہ روحی ٹرے لئے ہونق ان کو دیکھ رہی تھی...بلکہ پہلے تو وہ یہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ مخلوق ہے کیا؟

ارے یہ تو بجلی ہے مگر...

آگے کچھ سمجھ نہ آتا تھا۔وہ جا چکی تب بھی وہ کافی دیر یونہی کھڑی رہی۔

"کام کرتے ہوئے مجھے بھی کیسے خیالات آتے رہتے ہیں۔" وہ خیال جھٹک کر اب سنبھل سنبھل کر اوپر چڑھنے لگی۔

☆...☆...☆

مینو دروازے پہ استقبال کیلئے کھڑی تھی۔باقی عورتیں بھی ساتھ ہوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیں۔

دری اور مٹھی بھی زلو کو دیکھنے کیلئے ایک طرف منہ بگاڑ کر کھڑیں تھیں کہ

زلو، زلو کی صدا پہ وہ مڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

بجلی کالے منہ کے ساتھ سیڑھیاں اترتی انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہو رہی تھی۔

کونوں کھدروں میں شرارت کرنے والے تمام لڑکے ہنس رہے تھے۔ ابھی تو عورتیں ہی غائب دماغی سے اسے دیکھ رہیں تھیں کہ اسی بیچ زلو اور زلو کے ابا اندر آئے تو بیگانہ وار اس کالے بوتھے والی عورت کو اپنی طرف آتے دیکھ گھبرا کر واپس ہونے لگے... مگر بجلی نے زلو کو دھر لیا۔ اسے گلے لگایا... اسے پیار سے چوما... اور چومنے کے بعد اس کے گالوں کو دیکھ کر بولی، جس میں بجلی کے منہ پہ لگا سرمہ کچھ زلو کے چہرے پہ لگ گیا تھا... ”زلو! یہ سرمہ تم نے گالوں پر کیوں لگایا ہے؟ کیا یہ نیا فیشن ہے؟“

”امی! تم نے کیوں پورے چہرے پہ سرمہ مل دیا ہے؟“ زلو نے گھبرا کر ان

کو بتایا تو بجلی نے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ لئے۔

"کیا؟"

پھر تو جو ہوا...اس کا خلاصہ یہی ہے کہ سب ہنس ہنس کر اوندھے ہوئے تھے...لڑکے پلان بی کے کامیاب ہونے پہ خوش ہو رہے تھے، جبکہ وہ دری اور مٹھی اسی بات پہ حیران ہو رہی تھیں کہ زلو لڑکا نہیں...لڑکی تھی۔ وہ بھی نازک مزاج لڑکی نہیں...ہٹی کٹی موٹی لڑکی تھی جس نے رنگیلو مار و ڈھولنا جیسے چھوٹے سے فراک کے نیچے بہت بڑی پھولی ہوئی شلوار پہنی ہوئی تھی...

اس وقت ایک اور انوکھی بات یہ بھی ہوئی کہ روحی نے باحفاظت طریقے سے ٹرے کو لا کر اپنی جگہ رکھ دیا تھا۔ یقیناً یہ بات گینیز ورلڈ بک میں لکھوانے جیسی تھی۔

☆...☆...☆

رات کا کھانا کھا لیا گیا تھا۔

بجلی کے ساتھ جو سانحہ ہوا، اس کی جانچ پڑتال کیلئے کمیٹی کو بھی بٹھا لیا گیا تھا

جس کی ذمہ داری مینو کے سپرد کی گئی۔ بستر ے لگا دیئے گئے تھے، چونکہ سب سفر وغیرہ کر کے آئے تھے، اس لئے تھکاوٹ کا احساس ان سب پہ غالب تھا۔ وہ سونے کی نیت سے جلدی ہی لیٹ گئے تھے۔ اے سی کا مسئلہ تھا کہ بھرے پڑے گھر میں اے سی اتنے چل رہے تھے کہ کوئی نہ کوئی اے سی بار بار ٹرپ کر کے بند ہوئے جا رہا تھا۔ پھر بھی جیسے تیسے سب جگاڑ کر کے سوتے بنے تھے۔

مگر رات کے پہر...

بہت دیر سے...

اتنی دیر سے کہ اس خشک موسم میں بھی کہیں کہیں ہلکے ہلکے جھکڑ چل رہے تھے...

www.novelsclubb.com

اسی وقت ڈی پی او ہاؤس کے دروازے پر ہارن پر ہارن بج رہا تھا، پر دروازہ تھا کہ کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ گیسٹ رومز میں سوئے لوگ بے زار ہو کر، اٹھتے ہوئے کھڑکیوں سے جھانکنے لگے تھے۔

"آخر ہو کیا رہا ہے؟" دری نے ساتھ کھڑی روحی سے پوچھا۔

کچھ دیر بعد ہارن کے ساتھ دروازہ بھی بجنے لگا تھا۔

"اوہو! دروازہ کھولو۔" اب کسی کی زور سے آواز بھی گونج رہی تھی۔

"کوئی آیا ہے شاید۔" روحی نے بڑی سوچ بچار کے بعد اتنی اہم بات بتائی تھی۔

"آیا آیا۔" کبڑا خان چیختا پورچ میں آتا دکھائی دیا تھا۔ تب تک ہارن، آواز اور دروازہ بجتا رہا۔ "ارے آیو آیو ابا..." کبڑا کہتا دروازہ کھولنے لگا اور دروازہ کھلتے ہی آنے والا دھاڑا۔

"گھنٹہ ہو گیا ہے کب سے دروازہ بجا رہا ہوں... کھول نہیں سکتے تھے...؟"

"بابلہ... میں چھت پہ سو رہا تھا... اٹھ کر آنے میں ٹائم تو لگتا ہے ناں... " کبڑا خان رسانیت سے بولا۔

"کتنی بار کہا ہے گیٹ کے ساتھ سویا کرو۔" وہ آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا۔

"یہاں نیند کہاں آتی ہے۔" کبڑا خان نے چارپائی پر سوئے ڈینو کاکا کو دیکھا جو گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔ "ڈینو کاکا کے خراٹے سن رہے ہیں...؟"

"اسے کل ہی نکالو اس گھر سے... مجھے یہ شخص اب اس گھر میں نہیں دکھنا چاہئے۔"

اس نے غصے سے دینو کاکا کو دیکھتے کہا۔

"اڑے پٹ! آدھی رات کو چلا کر کیا مہمانوں کی نیند خراب کر رہے ہو...
"مینو اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر، باقاعدہ خود بھی چیخ کر آنے والے کو مخاطب کر کے کہنے لگی تو گیسٹ روم کی کھڑکی میں کھڑی ان تینوں لڑکیوں نے گردن موڑ کر ثمینہ کھیڑو کو دیکھا۔

"فکر نہ کرو... ہم جاگ گئے ہیں۔" اصغری نے مینو کو تسلی دیتے کھڑکی سے جھانک کر کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں... دینو کاکا کو چھت پہ شفٹ کرو... ورنہ میں اسے تھر بھجوا دوں گا۔" آنے والا پہلے ہی تپا ہوا تھا۔ مزید تپ کر بولا۔

"اچھا اچھا پٹ! اس کی وجہ سے اپنا دماغ خراب مت کرو۔ اوپر آؤ... پھر تسلی سے بات کر لیتے ہیں۔" ثمینہ بیگم نے پچکارا تو وہ کبڑا خان کو شعلہ بار گھورتا

اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

''گاڑی اندر کروالو۔'' کہنا نہ بھولا۔

''گھر میں فساد کروا کے کیسے مزے سے سو رہا ہے۔'' کبڑا خان نے بے زاری سے دینو کاکا کو دیکھا جس کے کان میں جوں بھی نہ رینگی تھی۔ چاہو تو اس کے پاس دھماکہ بھی کر دو... تو کوئی اثر نہیں ہو گا۔

''ہمیں پتا نہیں کب ایسی پُر سکون نیند نصیب ہو گی...؟''

دینو کاکا سالوں سے وحید صاحب کا ملازم تھا۔ عمر ہو گئی تھی۔ آنکھوں نے دیکھنا، کانوں نے سننا چھوڑ دیا تھا پر آج بھی وہ گھر کی رکھوالی کرنے کیلئے تیار رہتا تھا۔ وحید صاحب نے گارڈز رکھے، چوکیدار رکھے پر دینو کاکا ان کو ٹکنے نہ دیتا تھا۔ ہر وقت دروازے پر چارپائی بچھا کر بیٹھا رہتا۔ ڈی پی او صاحب ڈانٹتا جس پر وہ سیدھا جا کر ثمینہ کھیرُو کو شکایت لگاتا۔ اور ثمینہ اپنے بیٹے کو سمجھاتی اور اس کی خاص 'وفاداریاں' گنواتیں۔ اس کا ڈی پی او بیٹا روز روز ان کی باتیں سن کر بے زار ہو جاتا۔

کبھی کبھی وہ دینو کاکا کو سمجھاتا کہ وہ اب بزرگ ہو گیا ہے... اسے آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ہیں ناں آپ کی خدمت کرنے کیلئے... آپ اوپر کمرے میں شفٹ ہو جائیں... مگر دینو کاکا نہ کچھ سنتا نہ سمجھتا... بس کہتا... نہیں دروازہ تو میں ہی بند کروں گا اور کھولوں گا... ڈی پی او سر پیٹتا رہ جاتا۔

روز رات کو وہی دیر سے آتا تھا اور ہر بار اس کا آیا... ایک تماشہ لگنے جیسا ہوتا تھا۔ گھر کے سب لوگ روز روز کے تماشوں کے عادی تھے، مگر مہمانوں کے لئے یہ صورتحال ذرا مختلف تھی، اس لئے وہ سب حیرت سے یہ دیکھ رہے تھے۔

"سچ میں دینو کاکا کو نکال باہر کرنا چاہئے۔" دری نے تبصرہ کیا تھا۔

"دینو کاکا، وحید صاحب کے گھر میں بچپن سے ہے، کیسے مینوا سے نکال سکتی ہے؟" بڑی بھابھی نے کہا تھا۔

"سنتا دیکھتا کچھ ہے نہیں... اور رکھا ہوا ہے... دینو کاکا۔ ایک فلموں میں سنا تھا رامو کاکا... اور ایک یہ سنا ہے دینو کاکا۔" مٹھی جل کر بولی۔ "اتنی مشکل سے نیند آئی تھی... اور دینو کاکا کی وجہ سے نیند ہی خراب ہو گئی۔ اب کیا روز روز ایسا ہی

ہو گا...؟''

''ہمیں کون سا مہینہ رہنا ہے؟'' چھوٹی بھابھی نے یاددہانی کروائی۔

''پر دینو کاکا کچھ تو کرنا چاہیئے۔'' روحی نے کہا تھا۔

''اس کا کچھ نہیں ہو سکتا... لاڈلا جو ہے ثمینہ کھیڑو کا۔'' بے بی دانت پیستے بولی۔

''کیوں؟'' مٹھی نے پوچھا۔

''موصوفہ کی شادی جو کروائی تھی اس دینو کاکا نے۔'' بے بی جل کر بولی۔ تو تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com